جون 2023ء | ذیقعدۃ الحرام 1444ھ

ماہنامہ خواتین

جلد:02 شمارہ:06

ویب ایڈیشن

روزی میں برکت کا بہترین نسخہ

ایک شخص نے حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی غُربت اور تنگ دستی کی شکایت کی۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کرو اگرچہ کوئی بھی نہ ہو، پھر مجھ پر سلام بھیجو اور ایک بار قُلْ ھُوَ اللہ شریف پڑھو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا تو اللہ پاک نے اسے اتنا مالدار کر دیا کہ اس نے اپنے ہمسایوں اور رشتے داروں میں بھی تقسیم کرنا شروع کر دیا۔

(القول البدیع، ص 273، غریب فائدے میں ہے، ص20)

اولادِ نَرینہ کا روحانی علاج

میاں بیوی دونوں روزانہ 101 بار سورۃُ الْکَوْثَر پڑھیں، اِن شآءَ اللہ جلد ہی بیٹے کے ماں باپ بن جائیں گے۔

(زندہ بیٹی کنویں میں پھینک دی، ص26)

کینسر کا روحانی علاج

اوّل آخر گیارہ بار دُرُودِ ابراہیم اور درمیان میں سورۂ مریم پڑھ کر پانی پر دَم کیجئے، ضرورتاً دوسرا پانی ملاتے رہیئے، مریض وہی پانی سارا دن پیئے، یہ عمل چالیس دن تک بلاناغہ کرتے رہیئے، اِن شآءَ اللہ شِفا حاصل ہو گی۔ (بیمار عابد، ص40)

نوٹ: دوسرا بھی پڑھ کر دَم کر کے مریض کو پلا سکتا ہے۔

بے عمل کا روحانی علاج

بے عمل شخص جب سویا ہوا ہو اُس وقت تقریباً تین فِٹ (یعنی لگ بھگ ایک میٹر) کے فاصلے سے کوئی نمازی اسلامی بھائی یا اسلامی بہن ایک بار سورۂ اخلاص ذرا اُونچی آواز سے پڑھے مگر اتنی اِحتیاط ضروری ہے کہ اُس کی آنکھ نہ کھل جائے۔ اِن شآءَ اللہ سویا ہوا شخص با عمل بنے گا۔ بے عمل عورت کے لئے بھی یہ عمل کیا جا سکتا ہے۔ (زندہ بیٹی کنویں میں پھینک دی، ص 31)

CONTENT

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی دار الافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی)

تاثرات (Feedback) کے لئے اپنے تاثرات، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریری طور پر) واٹس ایپ نمبر پر

بھیجئے: mahnamahkhawateen@dawateislami.net پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) دعوتِ اسلامی

WhatsApp 0348-6422931

مناجات

یاالٰہی! دُعاہے گداکی، میرے مولیٰ تُو خیرات دیدے

یاالٰہی! دُعاہے گداکی، میرے مولیٰ تُو خیرات دیدے
جلوۂ سرورِ انبیا کی، میرے مولیٰ تُو خیرات دیدے

بھیک دے اُلفتِ مصطفےٰ کی، سب صحابہ کی آلِ عَبا کی
غوث و خواجہ کی احمد رضا کی، میرے مولیٰ تُو خیرات دیدے

کوئی حج کا سبب اب بنادے، مجھ کو کعبے کا جلوہ دِکھادے
دِیدِ عَرفات و دِیدِ مِنیٰ کی، میرے مولیٰ تُو خیرات دیدے

دے مدینے کی مجھ کو گدائی، ہو عطا دو جہاں کی بھلائی
ہے صَدا عاجز و بے نَوا کی، میرے مولیٰ تُو خیرات دیدے

حاضِری کے لیے جو بھی تڑپے، سبز گنبد کا دیدار کرلے
اُس کو طیبہ کی مہکی فَضا کی، میرے مولیٰ تُو خیرات دیدے

ہر دم ابلیس پیچھے لگا ہے، حِفظِ ایمان کی التجا ہے
ہو کرم امنِ روزِ جزا کی، میرے مولیٰ تُو خیرات دیدے

روح عطّاؔر کی جب جُدا ہو، سامنے جلوۂ مصطفےٰ ہو
اُنکے قدموں میں اِس کو قضا کی، میرے مولیٰ تُو خیرات دیدے

از: امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ

وسائلِ بخشش، ص124

نعت

شفیعِ روزِ محشر اے شَہنشاہِ زماں تم ہو

شفیعِ روزِ مَحشر اے شَہَنْشاہِ زماں تم ہو
مقیمِ عرشِ اعلیٰ ہو مکینِ لامکاں تم ہو

ترے رُتبہ سے بالا مرتبہ کس کا ہے دنیا میں
رفیقِ بیکساں تم ہو، انیسِ بیکساں تم ہو

کلیجہ کیوں نہ ٹھنڈا ہو تمہارا نام لینے سے
محمد مصطفیٰ تم ہو، حبیبِ دو جہاں تم ہو

جو تم سے پھر گیا مولیٰ، ٹھکانہ ہے کہاں اس کا
خدا بھی مہرباں اس پر کہ جس پر مہرباں تم ہو

چلے گا قافلہ امت کا جب میدانِ مَحشر کو
نہیں خطرہ ہمیں جبکہ امیرِ کارواں تم ہو

حسابِ زندگی درپیش ہوگا جب قیامت میں
مجھے دامن میں ڈھک لینا پناہِ بیکساں تم ہو

ترے در سے کہاں جائے نعیمؔ زار اے مولیٰ!
طبیبِ دردِ دل تم ہو، علاجِ دردِ جاں تم ہو

از مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

حیاتِ صدرُ الأفاضل، ص234

63 نیک اعمال

نیک عمل نمبر 4

نیک اعمال کے رسالے پر عمل کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک ان نیک اعمال پر عمل کرتے ہوئے یہ بات یاد رکھے کہ مجھے اللہ پاک اور اس کے پیارے و آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رضا حاصل کرنی ہے۔ لہٰذا اگر ہم یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں گی تو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رضا ہی حاصل نہیں ہو گی بلکہ ہم سے ہمارے مرشد یعنی اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ بھی خوب خوب راضی ہوں گے کہ جنہوں نے ہمیں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رضا حاصل کرنے کا یہ انمول تحفہ عطا فرمایا ہے۔ اے کاش! ہماری سستی ختم ہو جائے اور ہم ہر نیک عمل پر عمل کرنے والیاں بن کر اپنے رب کو راضی کرتی جائیں، شریعت پر عمل کر کے سنتوں کو اپنانے والی بن جائیں اور اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے نیک اعمال پر عمل کرنے والوں کو جن پیاری دعاؤں سے نوازا ہے، کاش! ہم ان سب دعاؤں کی بھی حقیقی حق دار بن جائیں۔

ہمارے مرشدِ کریم نے ہمیں نیک اعمال کے رسالے کے پانچویں سوال میں تین باتوں پر عمل کی ترغیب دلائی ہے:

(1) کیا آج آپ نے شجرہ کے کچھ نہ کچھ اوراد پڑھے؟

(2) کم از کم 313 بار درودِ پاک پڑھ لئے؟

(3) کنز الایمان سے کم از کم تین آیات (ترجمہ و تفسیر) تلاوت کرنے یا سننے کی سعادت حاصل کی؟

(1) شجرہ عالیہ قادریہ کے اوراد

الحمد للہ! اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے بہت ہی پیارا شجرہ عالیہ قادریہ مرتب فرمایا ہے جس کے اوراد وغیرہ پڑھنے کی ہر اس اسلامی بھائی اور اسلامی بہن کو اجازت ہے جو سلسلہ قادریہ رضویہ میں داخل ہیں۔ اس شجرہ شریف کے اوراد بہت لاجواب ہیں، ان کے پڑھنے سے خوب خوب برکتیں حاصل ہوتی اور دین و دنیا کی نعمتیں ملتی ہیں۔ نیز یہ آخرت کا اجر و ثواب کمانے کا بڑا آسان ذریعہ ہیں۔

اس شجرہ شریف میں ہر نماز کے بعد پڑھے جانے والے وظائف بیان کئے گئے ہیں جنہیں پنج گنج قادریہ کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں گناہوں سے بچنے کے لئے، کام اٹک جائیں تو اس وقت اور روزی میں برکت کے لئے کیا کیا پڑھنا چاہیے، جادو ٹونے سے حفاظت کے لئے کیا کرنا چاہیے وغیرہ بہت سے آزمائے ہوئے اور تجربہ شدہ اوراد لکھے ہیں، چنانچہ اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہر اسلامی بہن کو اس شجرے کو پڑھنے کی عادت بنالینی چاہیے، اِن شاءَ اللہ اس میں لکھے ہوئے اوراد پر عمل کرنے سے دین و دنیا کی بے شمار برکتیں ظاہر ہوں گی۔

(2) 313 مرتبہ درودِ پاک

اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کے عطا کئے گئے ہر نیک عمل کے اپنے فضائل و برکات ہیں، چنانچہ آپ نے پانچواں نیک عمل ہمیں عطا فرمایا ہے، اس کے دوسرے حصے میں

روزانہ 313 بار درود پاک پڑھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

درود پاک پڑھنا یقیناً بہت بڑی سعادت ہے۔ اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ شجرہ شریف میں فرماتے ہیں: عاشقانِ رسول میں سے جو کوئی بھی درود و سلام پڑھے گا اس کیلئے بے شمار فائدے ہیں۔ آپ نے درودِ پاک کی اہمیت بتانے کے لئے اسے پڑھنے کے یہ 17 مختصر فائدے لکھے ہیں:

☆ درود پڑھنے والے پر اللہ پاک تین ہزار رحمتیں اتارے گا ☆ اس پر دو ہزار بار اپنا سلام بھیجے گا ☆ پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھے گا ☆ اس کے پانچ ہزار گناہ معاف فرمائے گا ☆ اس کے پانچ ہزار درجے بلند فرمائے گا ☆ اس کے ماتھے پر لکھ دے گا کہ یہ منافق نہیں ☆ اس کے ماتھے پر لکھے گا کہ یہ دوزخ سے آزاد ہے ☆ اللہ اسے قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھے گا ☆ اس کے مال میں ترقی دے گا ☆ اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت دے گا ☆ دشمنوں پر غلبہ دے گا ☆ دلوں میں اس کی محبّت رکھے گا ☆ کسی دن خواب میں اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی زیارت کی سعادت عطا فرمائے گا ☆ ایمان پر خاتمہ ہو گا ☆ قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اس سے مصافحہ فرمائیں گے ☆ حضور کی شفاعت اس کے لئے واجب ہو گی ☆ اللہ پاک اس سے ایسا راضی ہو گا کہ کبھی ناراض نہ ہو گا۔ (1)

درودِ پاک پڑھنا چونکہ گناہوں کو اس قدر جلد مٹا دیتا ہے کہ پانی بھی آگ کو اتنی جلدی نہیں بجھاتا اور نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پر سلام بھیجنا غلاموں کو آزاد کرنے سے افضل ہے۔ (2) لہٰذا زیادہ سے زیادہ درود و سلام پڑھئے، بلکہ اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے، وضو بے وضو درودِ پاک پڑھتی رہئے کہ درود شریف پڑھنے سے مصیبتیں ٹلتی ہیں، بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے، خوف دور ہوتا ہے، اللہ پاک کی رضا حاصل ہوتی ہے اور پڑھنے والی خوشحال ہوتی ہے۔

نظر کا نور دلوں کے لئے قرار درود
عقیدتوں کا چمن، روح کا نکھار درود

درود نغمۂ نعتِ نبی کا زینہ ہے
سدا بہار دعاؤں کا ہے وقار درود

(3) روزانہ کم از کم تین آیات کی تلاوت

قرآنِ مجید اللہ پاک کا مبارک کلام ہے، اس کا پڑھنا، پڑھانا، چومنا، سننا، سنانا سب ثواب کا کام ہے، جیسا کہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روزانہ صبح قرآنِ مجید کو چومتے اور فرماتے: یہ میرے رب کا عہد اور اس کی کتاب ہے۔ (3)

ہمارے اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے ہمیں اس نیک عمل کے ذریعے ڈھیروں ڈھیر نیکیاں کمانے کی سعادت بخشی ہے۔ قرآنِ پاک تمام کتابوں سے افضل کتاب ہے۔ اس کا ایک حرف پڑھنا 10 نیکیوں کے برابر ہے۔ (4)

قرآنِ پاک دیکھ کر پڑھنا، زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اور دیکھنا اور ہاتھ سے اس کا چُھونا بھی اور یہ سب کام عِبادت ہیں۔ (5)

قرآنِ مجید کو نہایت اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے۔ اگر آواز اچھی نہ ہو تو اچھی بنانے کی کوشش کیجئے، مگر لحن کے ساتھ پڑھنا کہ حروف میں کمی زیادتی ہو جائے جیسے گانے والے کیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے، بلکہ پڑھنے میں تجوید کے قواعد کا خوب خیال رکھئے۔ (6) اگر درست قرآنِ کریم پڑھنا نہیں آتا تو اسے دعوتِ اسلامی کے مدرسۃ المدینہ بالغات وغیرہ کے ذریعے ضرور سیکھئے اور یاد رکھئے کہ اگر ہم درست قرآنِ پاک پڑھنے کی عادی ہوں گی تبھی ہم ان فضیلتوں کو پا سکیں گی، ابھی عمل کا وقت ہے، لہٰذا خوب تلاوت کر کے نیکیاں کمائیے۔

کچھ نیکیاں کما لے جلد آخرت بنا لے
کوئی نہیں بھروسا اے بہن زندگی کا

اللہ پاک ہمیں خوب خوب تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

یہی ہے آرزو تعلیمِ قرآں عام ہو جائے
تلاوت کرنا صبح و شام میرا کام ہو جائے

---

❶ شجرہ قادریہ رضویہ، ص 44، 45 ملتقطاً ❷ تاریخ بغداد، 7/172، رقم: 3607 ❸ در مختار، 9/634 ❹ ترمذی، 4/417، حدیث: 2919 ملخصاً ❺ غنیۃ المتملی، ص 495 ❻ دُرِّ مختار مع ردّ المحتار، 9/694

نادان عورت

ام حبیبہ عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ ام عطار گلبہار سیالکوٹ

ارشادِ باری ہے: وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًاؕ تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَیْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍؕ اِنَّمَا یَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖؕ وَلَیُبَیِّنَنَّ لَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ﴿۹۲﴾ (پ14، النحل:92) ترجمہ کنز العرفان: اور تم اس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کرکے توڑ دیا، (ایسا نہ ہو کہ) تم اپنی قسموں کو اپنے درمیان دھوکے اور فساد کا ذریعہ بنالو کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ (طاقت ومال والا) ہے۔ اللہ تو اس کے ذریعے تمہیں صرف آزماتا ہے اور وہ ضرور قیامت کے دن تمہارے لئے صاف ظاہر کردے گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے۔

تفسیر: مکے شریف میں ریطہ بنتِ عمرو نامی ایک عورت تھی جو بہت وہمی تھی اور اس کی عقل میں بھی کچھ خرابی تھی۔ وہ دوپہر تک محنت کرکے سوت کاتتی اور اپنی باندیوں سے بھی کتوایا کرتی، پھر دوپہر کے وقت کاتے ہوئے سارے سوت کے ٹکڑے کر دیتی اور باندیوں کو ایسا کرنے کا کہتی، یہی اس کا معمول تھا۔[1] اس آیت میں وعدہ پورا کرنے وعہد نبھانے کی اہمیت بتائی گئی اور سمجھایا گیا ہے کہ عہد توڑنا گویا اس عورت کی طرح اپنے ہی کاتے ہوئے سوت کو توڑ دینا ہے۔ کیونکہ اس وقت لوگوں کا طریقہ تھا کہ وہ ایک قوم سے معاہدہ کرتے اور جب دوسری قوم اُس سے زیادہ تعداد، مال یا قوت میں پاتے تو پہلوں سے کیا ہوا معاہدہ توڑ کر دوسرے سے معاہدہ کرلیتے، لہٰذا اللہ پاک نے اس طرح کرنے سے منع فرمایا اور عہد پورا کرنے کا حکم دیا۔[2]

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ عہد کیا ہے؟ تو اس کے متعلق امام صاوی فرماتے ہیں: عہد سے مراد ہر وہ چیز جسے پورا کرنا انسان پر لازم ہے چاہے اسے پورا کرنا اللہ پاک نے بندے پر لازم کیا ہو یا بندے نے خود اسے پورا کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا ہو جیسے پیر حضرات کے اپنے مریدین کے لیے عہد کیونکہ ان میں مریدین اللہ پاک کی فرمانبرداری کرنے اور کسی کام میں اللہ پاک کی مخالفت نہ کرنے کو اپنے اوپر لازم کر لیتے ہیں۔ لہٰذا مریدین پر اس عہد کو پورا کرنا لازم ہوتا ہے۔[3]

تفسیر احکامُ القرآن للجصاص میں ہے کہ جو شخص اللہ پاک کا قُرب حاصل کرنے کی نیت سے یہ منت مان لے کہ وہ ضرور فلاں نیک کام کرے گا یا فلاں عبادت کرے گا مگر بعد میں وہ ایسا نہ کرے یا کوئی عبادت مثلاً نفل نماز روزہ شروع کرلے اور پھر اسے مکمل نہ کرے تو گویا وہ اس عورت جیسا ہے جو اون وغیرہ اچھی طرح کات کر دھاگا بنا کر بعد میں خود ہی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہے۔[4]

یاد رہے! جب عہد یا وعدہ کر لیا تو جس طرح اسے نبھانا ضروری ہے، اسی طرح وعدہ کرتے ہوئے نیت کا درست ہونا بھی لازم وضروری ہے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ وعدہ خلافی یہ نہیں کہ ایک شخص وعدہ کرے اور اسے پورا کرنے کی نیت بھی رکھتا ہو پھر پورا نہ کرسکے، بلکہ وعدہ خلافی تو یہ ہے کہ وعدہ تو کرے مگر پورا کرنے کی نیت نہ ہو پھر پورا نہ کرے۔[5]

ایک اور حدیثِ پاک میں ہے: جب کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس کی نیّت پورا کرنے کی ہو پھر پورا نہ کر سکے، وعدہ پر نہ آسکے تو اُس پر گناہ نہیں۔[6] البتہ! وعدہ پورا کرنے کی نیّت نہ ہو مگر اِتّفاقاً پورا ہو جائے تو اس کے متعلق حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر وعدہ

کرنے والا پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو مگر کسی عذر یا مجبوری کی وجہ سے پورا نہ کرسکے تو وہ گناہ گار نہیں۔ یوں ہی اگر کسی کی نیّت وعدہ خلافی کی ہو مگر اِتِّفاقاً پورا کردے تو گنہگار ہے اُس بَدنیّتی کی وجہ سے۔ ہر وعدے میں نیّت کا بڑا دخل ہے۔[7]

فی زمانہ بدعہدی کی چند صورتیں: ☆ آج کل یہ مرض عام ہے کہ ہم وعدہ تو کرلیتی ہیں مگر وعدہ کرتے وقت ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی، مثلاً کسی نے کھانے کی دعوت دی تو اس وقت کہتی ہیں: ضرور آؤں گی۔ لیکن بعد میں دعوت پر نہیں جاتیں اور حیلے بہانے کردیتی ہیں۔ ☆ اسی طرح کسی سے قرض لیں گی اور وعدہ کریں گی کہ فلاں دن لوٹا دوں گی۔ لیکن اس دن نہیں لوٹاتیں۔ ☆ بعض کپڑے سلائی کرنے والی خواتین وعدہ کرلیتی ہیں کہ فلاں تاریخ تک کپڑے سی کر دے دوں گی لیکن وقت پر واپس نہیں کرتیں اور ٹال مٹول سے کام لیتی ہیں۔ ☆ اس طرح بعض خواتین بچوں کو چُپ کروانے کے لیے کہتی ہیں: بیٹا! چُپ ہو جاؤ! چیز دوں گی۔ لیکن چیز نہیں دیتیں وغیرہ۔

بدعہدی کے اسباب و علاج: بدعہدی کے چار اسباب ہیں:

بدعہدی کا پہلا سبب اللہ پاک سے نہ ڈرنا ہے یعنی جب اللہ پاک کا خوف ہی نہ ہو تو انسان کوئی بھی گناہ کرنے سے باز نہیں آتا اور اس کا علاج یہ ہے کہ ہم فکرِ آخرت کا ذہن بنائیں، اپنے آپ کو ربِّ کریم کی بے نیازی سے ڈرائیں اور اپنی موت کو ہر وقت یاد رکھیں۔ **بدعہدی کا دوسرا سبب** دنیا کی محبت ہے کہ کسی نہ کسی دنیوی غرض کی وجہ سے بدعہدی کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس کا علاج یہ ہے کہ ہم اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ دنیا کی محبت ہر بُرائی کی جڑ ہے۔

بدعہدی کا تیسرا سبب دھوکا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ہمیشہ یہ بات پیشِ نظر رکھی جائے کہ جو لوگ دھوکا دیتے ہیں ان کے متعلق مروی ہے: جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔[8] **بدعہدی کا چوتھا سبب** جہالت ہے، یعنی یہ معلوم ہی نہیں کہ بدعہدی کتنی بُری چیز ہے! اس کا علاج یہی ہے کہ ہم بدعہدی کی تباہ کاریوں کو جانیں اور یاد رکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان اور دیگر ایمان والوں نے کبھی کسی کے ساتھ بدعہدی نہیں کی۔

اس کے علاوہ بدعہدی کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ ہم ہمیشہ بارگاہِ الٰہی میں دعا کیا کریں کہ اللہ پاک ہم سب کو بدعہدی جیسی بُری بیماری سے نجات عطا فرمائے اور ہم کبھی کسی مسلمان کے ساتھ بدعہدی نہ کریں۔

گھر کو اجاڑنے میں خواتین کا کردار: اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک عورت کی وجہ سے گھر بستے ہیں تو بعض عورتیں اپنی نادانی کی وجہ سے خود ہی ہنستے بستے گھر کو اجاڑنے کا سبب بھی بنتی ہیں، حالانکہ اسلام نے عورت کو اس کے ہر روپ میں گھر کی زینت بنایا ہے، چنانچہ ماں، بہن، بیٹی یا بیوی ہر روپ میں اس کا کردار اعلیٰ ہونا چاہیے۔ مگر افسوس! علمِ دین کی کمی کی وجہ سے آج کی عورت جب بیاہی جاتی ہے تو اگلے گھر کی بیٹی نہیں بنتی، بلکہ بہو کا کردار نبھاتی ہے اور بدلے میں اسے بھی نندوں اور ساس کے روایتی کردار کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح ایک ماں اپنے بیٹے کی شادی کرتی ہے تو سمجھتی ہے کہ گھر میں بہو کا اضافہ ہوا ہے نہ کہ بیٹی کا۔ اے کاش! یہ دونوں عورتیں ساس بہو کے چکر سے نکل کر ماں بیٹی کی طرح ایک دوسرے کا خیال رکھنے لگیں تو کبھی کسی گھر کے اجڑنے کی نوبت نہ آئے، کیونکہ یہ عام تجربہ ہے کہ گھروں کے اجڑنے میں سب سے بڑا کردار عورت خود نبھاتی ہے، وہ گھر بسانا نہیں چاہتی یا پھر کسی کا بستا ہوا گھر دیکھنا نہیں چاہتی۔ اللہ پاک ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔

اٰمین بجاہِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 تفسیر خازن، 3/140 2 تفسیر خازن، 3/140، 141 ملخصاً 3 تفسیر صاوی، 3/1088، 1089 4 احکام القرآن للجصاص، 3/247 5 شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ، 2/868، حدیث: 1881 6 ابوداود، 4/388، حدیث: 4995 7 مراٰۃ المناجیح، 6/492 8 مسلم، ص64، حدیث: 283

امانت میں خیانت کا وبال

بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز خوشبوئے عطار واہ کینٹ

حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے سامان کی دیکھ بھال پر ایک آدمی مقرر تھا، اُسے کِرکِرَہ کہا جاتا تھا۔ وہ مر گیا تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: وہ جہنم میں ہے۔ صحابہ کرام نے جب اس کے بارے میں کھوج لگائی تو انہیں ایک چادر ملی جو اس نے خیانت کرتے ہوئے چھپائی تھی۔ (1)

شرحِ حدیث

خیانت امانت کی ضد ہے۔ خُفْیَۃً (چھپ کر) کسی کا حق مارنا خیانت کہلاتا ہے۔ خواہ اپنا حق مارے یا اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم) کا یا اسلام کا یا کسی بندے کا۔ (2)

امانت میں خیانت کو نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ (3) مگر اس نفاق سے مراد نفاقِ عملی ہے، اعتقادی نہیں یا مراد یہ ہے کہ جس کی عادت میں یہ صفات شامل ہوں وہ منافق ہے یا پھر مراد یہ ہے کہ جس میں یہ خصلتیں غالب آجائیں اور وہ اس حکم کو ہلکا جانے وہ شخص بدعقیدہ اور منافق ہے۔ (4) علامہ یحییٰ بن شرف نَوَوِی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس بات پر اتفاق ہے کہ مالِ غنیمت میں خیانت کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ علامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیثِ پاک میں خیانت کو حرام قرار دیا گیا ہے، چاہے کم ہو یا زیادہ۔ (5)

یاد رہے! خیانت کا تعلق صرف مالی اَمانت کے ساتھ نہیں بلکہ اس کا مفہوم بہت کشادہ ہے۔ جیسا کہ حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: خیانت صرف مال ہی میں نہیں ہوتی، راز، عزت، مشورے تمام میں ہوتی ہے۔ (6)

خیانت کی مزید بھی صورتیں ہیں، ان میں سے چند پڑھیے:

اللہ و رسول سے خیانت: قرآنِ پاک میں ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ (پ9، الانفال: 27) ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو۔ یعنی فرائض چھوڑ دینا اللہ پاک سے خیانت کرنا ہے اور سنت کو چھوڑنا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے خیانت کرنا ہے۔ (7)

مالی امانتوں میں خیانت: قرآنِ پاک میں ہے: وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۲۷ (پ9، الانفال: 27) ترجمہ کنز العرفان: اور نہ جان بوجھ کر اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ مالی امانت میں خیانت کی مثالیں یوں ہو سکتی ہے کہ کسی نے اپنی امانت کی واپسی کا مطالبہ کیا تو واپس کرنے سے انکار کر دینا، کسی کی رکھوائی ہوئی امانت کو بلا اجازتِ شرعی اپنے استعمال میں لانا یا اس کی درست طریقے سے حفاظت نہ کرنا جس کی وجہ سے وہ ضائع ہو جائے وغیرہ۔

راز میں خیانت: ایک روایت میں ہے: جب دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو راز چھپانے والا بنائیں تو ایک کیلئے دوسرے کا وہ راز ظاہر کرنا جائز نہیں جس کا ظاہر ہونا پہلے کو ناپسند ہو۔[8] گویا کہ راز بھی ایک امانت ہے اور اس کا ظاہر کرنا امانت میں خیانت ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے: قیامت کے دن اللہ پاک کے نزدیک سب سے بُری خیانت یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کے پاس جائے، بیوی اس کے پاس آئے اور پھر وہ اپنی بیوی کا راز ظاہر کر دے۔[9]

مشورے میں خیانت: کسی مسلمان کو جان بوجھ کر غلط مشورہ دینا بھی خیانت ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے: جو اپنے بھائی کو کسی معاملے میں مشورہ دے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ درستی اس کے علاوہ میں ہے اس نے اس کے ساتھ خیانت کی۔[10]

مجالس بھی امانت ہیں: ابو داود شریف کی ایک روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مجالس کو بھی امانت قرار دیا۔[11] اس روایت کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جب کوئی خاص مجلس یا میٹنگ کی جائے وہاں جو کچھ طے ہو اسے مُشْتَہَر (مشہور) نہ کرو بلکہ صیغۂ راز میں (یعنی چھپا کر) رکھو کہ وہاں جو کچھ پاس ہو وہ امانت ہے۔[12]

اَعضا کی خیانت: اللہ پاک نے بندے کو عقل، اِختیار، آنکھ، کان، ناک، ہاتھ، پاؤں اور دیگر اَعضاء کی صورت میں بے شمار اَمانتیں عطا فرما کر ان کو اپنی فرمانبرداری کے کاموں میں اِستِعْمال کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا ان اعضاء کو اللہ پاک کی نافرمانی والے کاموں میں استعمال کرنا خیانت ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿یَعْلَمُ خَآىِٕنَةَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ﴾ (پ24، المؤمن: 19) ترجمہ کنز العرفان: اللہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور اسے بھی جو سینے چھپاتے ہیں۔

یاد رکھئے! ہر عورت شوہر کی غیر موجودگی میں بعض چیزوں کی امین ہے، مثلاً اس نے ان لوگوں کو گھر میں آنے دیا جن کا آنا شوہر کو پسند نہ ہو یا شوہر کے مال کو فضول خرچ کر کے ضائع کر دیا یا اس کے بچوں کی اچھی پرورش اور تربیت نہ کی یا بے پردگی کی تو گویا اس نے خیانت کی اور ایسے لوگوں کے متعلق قرآنِ پاک میں ہے: ﴿وَ مَنْ یَّغْلُلْ یَاْتِ بِمَا غَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِۚ-ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ﴾ (پ4، اٰلِ عمرٰن: 161) ترجمہ کنز العرفان: اور جو خیانت کرے تو وہ قیامت کے دن اس چیز کو لے کر آئے گا جس میں اس نے خیانت کی ہو گی پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

یقیناً خیانت دنیا و آخرت کی خرابی بالخصوص معاشرے کی تباہی و بربادی کا سبب ہے۔ خیانت کرنے والوں سے لوگ بھی نفرت کرتے اور دور بھاگتے ہیں۔ نیز ان کے ساتھ لین دین اور معاملات کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔

خیانت پر ابھارنے والے اَسباب و علاج: خیانت پر ابھارنے والے چند اسباب یہ ہیں: بُری نیت و صحبت، مسلمانوں کو نقصان پہنچانے و دھوکا دینے کی عادت، اللہ پاک پر بھروسے کی کمی، نفسانی خواہشات کی تکمیل۔ ان کا علاج یہ ہے کہ اپنی نیت کو درست رکھیے۔ دھوکا دینے کے دُنْیَوی و اُخروی نقصانات پہ غور کیجئے۔ اللہ پاک پر بھروسا رکھیے اور یہ ذہن بنائیے کہ اللہ پاک کی نافرمانی کے راستے پہ چل کر ہرگز کامیابی نہ ملے گی۔ اپنے نفس کا جائزہ لیجیے۔ مسلمانوں کی بھلائی کا جذبہ اپنے اندر پیدا کیجیے اور اچھی صحبت اختیار کیجیے۔[13]

خیانت کو روکنے میں ماؤں کا کردار: ایک ماں اپنے بچوں کی جو تربیت کر سکتی ہے وہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔ ماؤں کو چاہیے کہ بچپن سے ہی اپنی اولاد کو امانت کی ادائیگی کی ترغیب دلائیں۔ وہ کسی دوسرے کی کوئی چیز اٹھا لائیں تو اسے واپس کروائیں اور اس معاملے میں لاپروائی کا بالکل مظاہرہ نہ کریں کہ اس سے بچوں میں یہ عادت پکی ہو جاتی ہے۔ یونہی بچے اگر کسی کا راز گھر آ کر بتائیں تو انہیں منع کریں اور حکمتِ عملی سے سمجھائیں اور اس معاملے میں یہ روایت ہمیشہ یاد رکھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور میرے پاس تشریف لائے، میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپ نے ہمیں سلام کیا، پھر مجھے ایک کام کے لیے بھیجا۔ چنانچہ گھر واپسی میں دیر ہو گئی تو والدہ نے وجہ پوچھی، میں نے عرض کی: مجھے حضور نے ایک کام سے بھیجا تھا۔ کہنے لگیں: کیا کام تھا؟ میں نے عرض کی: یہ راز ہے۔ تو فرمانے لگیں: حضور کے راز کو کسی پر ظاہر نہ کرنا۔[14]

اللہ پاک ہمیں امانت میں خیانت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہِ خاتمِ النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) بخاری، 2/ 332، حدیث: 3074 (2) مراٰۃ المناجیح، 4/ 62 (3) بخاری، 1/ 24، حدیث: 33 ماخوذاً (4) ارشاد الساری، 1/ 203، 204، تحت الحدیث: 33 (5) دلیل الفالحین، 1/ 531، تحت الحدیث: 213 (6) مراٰۃ المناجیح، 1/ 212 (7) تفسیر خازن، 2/ 190 (8) شعب الایمان، 7/ 520، حدیث: 11191 (9) مسلم، ص 579، حدیث: 3543 (10) ابو داود، 3/ 494، حدیث 3657 (11) ابو داود، 4/ 351، حدیث: 4869 (12) مراٰۃ المناجیح، 6/ 630 (13) باطنی بیماریوں کی معلومات، ص 177 تا 179 ماخوذاً (14) مسلم، ص 1035، حدیث: 6378

شعبہ ماہنامہ خواتین

میدانِ محشر میں لوگوں کی کیفیت (قسط 12)

میدانِ محشر کی گرمی میں لوگوں کی حالت کیا ہوگی ؟ پچھلی قسط میں بیان ہو چکی ہے۔ آیئے! اب مزید جانتی ہیں کہ اس دن لوگ کس کیفیت میں ہوں گے ؟ چنانچہ

لوگ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے: اس دن کی ہولناکی کی وجہ سے لوگ گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے۔ جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے: وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً (پ25، الجاثیہ:28) ترجمہ: اور تم ہر گروہ کو زانو کے بل گرے ہوئے دیکھوگے۔

اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! تم قیامت کے دن یہ منظر بھی دیکھو گے کہ ہر دین والے گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے کیونکہ وہ ڈرے ہوئے ہوں گے، اپنے اعمال کے بارے میں سوالات کئے جانے اور حساب لئے جانے کی وجہ سے بے چین ہوں گے۔[1]

لوگوں کی بھوک وپیاس کا عالم: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بروزِ قیامت لوگوں کو جمع کیا جائے گا، وہ اس قدر بھوکے ہوں گے کہ پہلے کبھی اتنے بھوکے نہ تھے، ایسے پیاسے ہوں گے کہ اس سے پہلے ایسے پیاسے نہ ہوئے ہوں گے، ایسے برہنہ ہوں گے کہ اس سے پہلے ایسے برہنہ نہ ہوئے ہوں گے اور ایسے تھکے ہارے ہوں گے کہ اس سے پہلے کبھی ایسے نہ تھکے ہوں گے۔ پس جس نے اللہ کے لئے کسی کو کھلایا پلایا ہو گا اللہ پاک اسے کھلائے پلائے گا، جس نے اللہ کے لئے کسی کو لباس پہنایا ہو گا ربِّ کریم اسے لباس پہنائے گا اور جس نے اللہ کے لئے عمل کیا ہو گا اللہ پاک اسے کافی ہو گا اور جس نے اللہ کے دین کی مدد کی ہو گی تو اللہ کریم اس دن اسے سکون عطا فرمائے گا۔[2]

مال کی زکوٰۃ نہ دینے والوں کی حالت: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو فرماتے سنا: جو اونٹوں کا مالک اِن کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرے گا تو بروزِ قیامت وہ اونٹ پہلے سے زیادہ ہو کر آئیں گے، اس شخص کو ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، وہ اونٹ اسے اپنے پاؤں اور کھروں سے روندتے ہوں گے اور جو گائیں والا ان کا حق ادا نہیں کرے گا تو بروزِ قیامت یہ پہلے سے زیادہ تعداد میں ہو کر آئیں گی اور اس شخص کو ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا اور وہ گائیں اسے اپنے سینگوں سے مارتی اور پیروں سے کچلتی ہوں گی اور جو بکریوں والا بکریوں کا حق ادا نہیں کرے گا وہ اصل تعداد سے زیادہ ہو کر آئیں گی، ان کے مالک کو چٹیل میدان میں ان کے سامنے بٹھا دیا جائے گا، وہ بکریاں اس کو سینگوں سے مارتی اور کھروں سے کچلتی ہوئی گزریں گی، ان میں نہ کوئی بغیر سینگ کے

ہو گی اور نہ کوئی ٹوٹے سینگ والی اور جو خزانے کا مالک خزانے کا حق ادا نہ کرے گا تو بروزِ قیامت وہ خزانہ گنجے سانپ کی صورت منہ کھولے اس کے پیچھے بھاگتا ہوا آئے گا، سانپ کو دیکھ کر وہ شخص بھاگے گا تو ایک اعلان کرنے والا آواز دے کر کہے گا: اپنا خزانہ لے لو جسے چھپا رکھا تھا، ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب وہ دیکھے گا کہ اس سانپ سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہیں تو وہ اپنا ہاتھ اس سانپ کے منہ میں ڈال دے گا اور وہ اونٹ کی طرح اس کا ہاتھ چبا جائے گا۔[3]

مال گنجے سانپ کی شکل میں: جس شخص کو اللہ پاک نے مال دیا پھر اس نے اس مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو بروزِ قیامت اس کے مال کو ایک گنجے سانپ کی صورت میں کر دیا جائے گا جس کے دو نقطوں کی طرح نشان ہوں گے اور وہ سانپ اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا، سانپ اس کو باچھوں سے پکڑ کر کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔[4] ایک روایت میں ہے: جو اپنے بعد خزانہ چھوڑ کر گیا بروزِ قیامت اس کے خزانے کو گنجے سانپ کی صورت میں کر دیا جائے گا، جس کے دو نقطوں کی طرح نشان ہوں گے وہ اس بندے کے پیچھے لگ جائے گا۔ بندہ کہے گا: تیری ہلاکت ہو! تو کون ہے؟ وہ کہے گا: میں تیرا وہ خزانہ ہوں جو تو نے جمع کر رکھا تھا۔ سانپ اس کے پیچھے لگا رہے گا یہاں تک کہ اس کے ہاتھ کو لقمہ بنا کر چبا ڈالے گا اور پھر یونہی سارا جسم چبا لے گا۔[5]

حضور نے قبیلۂ بنو اسد کے اِبنِ اُتَبِیَّہ نامی ایک شخص کو صدقات جمع کرنے پر مقرر فرمایا، جب وہ صدقات وصول کر کے واپس آیا تو کہنے لگا: یہ آپ کیلئے ہے اور یہ مجھے بطور تحفہ ملا ہے۔ حضور منبرِ اقدس پر کھڑے ہوئے اور اللہ کریم کی حمد و ثنا بیان کر کے ارشاد فرمایا: اما بعد! اس عامل کا کیا حال ہے جسے ہم بھیجتے ہیں، پھر وہ آ کر کہتا ہے: یہ آپ کیلئے ہے اور یہ مجھے بطورِ تحفہ ملا ہے۔ اگر وہ شخص واقعی سچا ہے تو اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں بیٹھا نہ رہا کہ اس کا تحفہ اس تک پہنچ جاتا! خدا کی قسم! تم میں سے جو بھی کوئی چیز ناحق لے گا بروزِ قیامت وہ اللہ کریم سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس چیز کو اٹھائے ہو گا۔ میں اچھی طرح پہچانتا ہوں کہ تم میں سے جب کوئی بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو گا تو اس نے اونٹ اٹھایا ہو گا جو بلبلا رہا ہو گا، یا گائے اٹھائی ہو گی جو ڈکراتی ہو گی یا پھر بکری جو ممناتی ہو گی۔[6]

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جس کو ہم کسی کام پر مقرر کریں پھر وہ ہم سے سوئی یا اس سے بھی چھوٹی چیز چھپا لے تو یہ خیانت ہو گی جسے وہ قیامت کے دن لے کر آئے گا۔[7]

نوحہ کرنے والیوں کی حالت: جو نوحہ کرنے والی توبہ کرنے سے پہلے مر گئی، اللہ پاک اسے آگ کی شلوار پہنائے گا اور قیامت کے دن اسے لوگوں کے سامنے کھڑا کرے گا۔[8] ایک روایت میں ہے: نوحہ کرنے والی بروزِ قیامت جنت و دوزخ کے درمیانی راستے پر ہو گی، اس کی شلوار تارکول کی ہو گی اور اس کے چہرے کو آگ نے ڈھانپا ہو گا جبکہ اس نے توبہ نہ کی ہو۔[9]

ضرورت سے زائد چیز نہ دینے والے کی حالت: جو شخص اپنے آقا کے پاس موجود ضرورت سے زائد چیز مانگے اور آقا منع کر دے تو بروزِ قیامت اس اضافی چیز کو جس سے آقا نے منع کیا تھا ایک گنجے سانپ کی صورت میں لایا جائے گا۔[10] ایک روایت میں ہے: جو شخص اپنے رشتہ دار کے پاس جا کر اس اضافی چیز مانگے جو اللہ پاک نے اسے عطا کی ہے پھر وہ اس سے کو دینے میں کنجوسی کرے تو اللہ کریم اس کے لیے جہنم سے ایک سانپ ظاہر کرے گا، جس کو شُجاع کہا جاتا ہے، وہ اس کنجوس کے منہ میں زبان پھیرے گا پھر اس سانپ کو اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔[11]

بغیر حاجت کے سوال کرنے والے کی حالت: جس نے مانگنے سے بے پروا کرنے والی چیز پاس ہونے کے باوجود بھی مانگا بروزِ قیامت اس کا حشر اس حال میں ہو گا کہ اس کے چہرے پر خراشیں ہوں گی۔[12] جبکہ ایک روایت میں ہے: جس نے لوگوں سے مانگا، حالانکہ نہ تو اسے محتاجی پہنچی تھی اور نہ ہی اس کی ایسی اولاد تھی جن کے اخراجات کو پورا کرنے کی اسے طاقت نہ ہو تو قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہ ہو گا۔[13]

---

❶ تفسیر روح البیان، 8/453 ❷ التذکرہ باحوال الموتی، ص196 ❸ مسلم، ص384 حدیث: 2296 ❹ بخاری، 1/474، حدیث: 1403 ❺ مستدرک، 2/6، حدیث: 1474 ❻ بخاری، 4/465، حدیث: 7174 ملخصاً ❼ مسلم، ص787، حدیث: 4743 ❽ مسند ابو یعلی، 5/300، حدیث: 5979 ❾ معجم کبیر، 8/201، حدیث: 7818 ❿ ابوداود، 4/433، حدیث: 5139 ⓫ معجم کبیر، 2/322، حدیث: 2343 ⓬ معجم اوسط، 4/132، حدیث: 5467 ⓭ شعب الایمان، 3/274، حدیث: 3526

حضور کے والدین مومن تھے

شعبہ ماہنامہ خواتین

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے والدین بلکہ حضور کے تمام آبا و اجداد حضرت آدم علیہ السّلام تک سب کے سب مومن تھے (اور کوئی بھی مشرک نہ تھا)۔[1] جیسا کہ امام ابنِ حجر مکی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: نبیِ کریم کے سلسلۂ نسب میں جتنے انبیائے کرام علیہمُ السّلام ہیں وہ تو انبیا ہی ہیں، ان کے علاوہ حضور کے جس قدر آبا و اُمّہات آدم و حوا تک ہیں ان میں بھی کوئی کافر نہ تھا کہ کافر کو پسندیدہ یا کریم یا پاک نہیں کہا جاسکتا اور حضور اقدس کے آبا و اُمہات کے متعلق حدیثوں میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ وہ سب پسندیدۂ بارگاہِ الٰہی ہیں، باپ دادا سب کریم اور مائیں سب طاہرات ہیں۔[2] چنانچہ اگر کوئی حضور کے والدینِ کریمین کے متعلق یہ نظریہ رکھے کہ وہ مومن نہ تھے تو اس کے لئے قاضی امام ابو بکر ابن العربی مالکی رحمۃُ اللہِ علیہ کا یہ فتویٰ ہی کافی ہے کہ ایک مرتبہ ان سے ایک شخص کے متعلق شرعی حکم پوچھا گیا جو یہ کہتا ہے کہ "حضور کے آبا و اجداد جہنم میں ہیں" تو آپ نے فرمایا: یہ شخص لعنتی ہے، کیونکہ اللہ پاک نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا۝۵۷ (پ22، الاحزاب:57) ترجمہ کنز العرفان: بیشک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرما دی ہے اور اللہ نے ان کے لیے رسوا کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ چنانچہ اس سے بڑی تکلیف کیا ہو سکتی ہے کہ حضور کے والدین کریمین کے بارے میں ایسا کہا جائے![3]

جن تین باتوں کی وجہ سے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور کے والدین مومن و نجات یافتہ ہیں، وہ یہ ہیں:

1-وہ دینِ ابراہیمی کو ماننے والے تھے

حضور کے والدین مشرک نہ تھے، بلکہ وہ ساری زندگی حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے دین پر ثابت قدم رہے، اللہ پاک کی وحدانیت اور یومِ قیامت پر ان کا پختہ یقین تھا، جیسا کہ سیدہ آمنہ رضی اللہُ عنہا نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت حضور کو جو وصیت کی اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ مُوَحِّد اور مومن تھیں، نیز دینِ اسلام اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ملت کو بھی ماننے والی تھیں۔[4] نیز امام جلال الدین سیوطی رحمۃُ اللہِ علیہ نے امام رازی رحمۃُ اللہِ علیہ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ انبیائے کرام علیہمُ السّلام کے آبا و اجداد (مومن ہوتے ہیں) کافر نہیں ہوتے۔[5] چنانچہ حضور کے والدین بھی مومن ہی تھے اور کفر سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ اس کی ایک دلیل اللہ پاک کا یہ فرمانِ عالیشان ہے: وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ۝۲۱۹ (پ19، الشعراء: 219) ترجمہ کنز العرفان: اور نمازیوں میں تمہارے دورہ فرمانے کو (دیکھتا ہے)۔ کیونکہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہُ عنہما سے مروی ہے کہ یہاں مراد یہ ہے کہ جب آپ کا نور یکے بعد دیگرے آپ کے اجداد کی پشتوں سے منتقل ہوتے چلا آرہا تھا، یہاں تک کہ آپ کی والدہ ماجدہ کے ذریعے آپ کا ظہور ہوا (تو اس وقت بھی آپ کا رب آپ کو دیکھ رہا تھا۔)[6] اس مفہوم کی صورت میں زیادہ تر مفسرین و علمائے کرام نے اس آیت سے حضور کے والدینِ کریمین کے مومن ہونے پر دلیل قائم کی ہے اور اہلِ سنت کے بہت سے بڑے علمائے کرام کا یہی عقیدہ ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ جو شخص حضور کے والدینِ کریمین کے حق میں بے ادبی کے کلمات کہتا ہے تو مجھے اس کے کفر کا خطرہ ہے۔[7]

2-زمانۂ فترت میں انتقال

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بعد حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اعلانِ نبوت فرمانے تک کے زمانے کو زمانۂ فترت کہا جاتا ہے، اس زمانے کے لوگ تین طرح کے تھے: 1 جنہوں نے اپنے نورِ بصیرت سے اللہ پاک کے ایک ہونے کا اقرار کیا، ان میں سے بعض کسی شریعت کے تحت ہوئے جیسے قومِ تُبّع، ان کا حکم ان دین والوں کی طرح ہے جو دین میں داخل تو ہوئے مگر ان تک اسلام نہ پہنچ سکا۔ جبکہ بعض نے کسی شریعت کو اختیار نہ کیا جیسے زید بن عَمرو بن نُفَیل۔ چنانچہ ان کے متعلق حضور کا فرمان ہے کہ وہ ایک اُمّت کی طرح اٹھائے جائیں گے۔ 2 جو مُشرِک و بت کی عبادت کرنے والے ہو گئے، ان کے متعلق روایت ہے کہ وہ کافر و جہنمی ہیں۔ 3 جو اپنی غفلت کے سبب ہر قسم کے عقیدے سے بے پروا رہے، انہوں نے شرک کیا نہ توحید کا عقیدہ اپنایا اور نہ کسی نبی کی شریعت کے تحت آئے تو یہی لوگ اہلِ فترت ہیں اور ان کا شمار بھی ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہیں یقینی طور پر عذاب نہ دیا جائے گا۔[8] اور حضور کے والدینِ کریمین کا تعلق بھی اسی زمانۂ فترت سے تھا، کیونکہ وہ حضور کے اعلان نبوت سے پہلے وفات پا گئے اور ان تک حضور کی دعوتِ ایمان پہنچی ہی نہیں، لہٰذا ہرگز ہرگز ان حضرات کو کافر نہیں کہا جاسکتا بلکہ مومن ہی کہا جائے گا۔[9]

حضور کے والدین کریمین کے مومن و جنتی ہونے اور عذابِ جہنم میں مبتلا نہ ہونے کے حوالے سے ایک مصری عالم کا یہ تبصرہ انتہائی خوبصورت ہے کہ حضور کے والدین کریمین نے فترت کا زمانہ پایا تو وہ عذاب میں کیسے مبتلا ہو سکتے ہیں! یہ بات دینی حقائق کے سراسر خلاف ہے۔ والد ماجد تو حضور کی پیدائش سے پہلے وفات پا گئے اور والدہ ماجدہ نے بھی جب وفات پائی تو حضور ابھی کم عمر تھے اور رسالت کا اعلان نہ فرمایا تھا، اس لئے ایسی تمام روایات و باتیں جو حضور کے ماں باپ کے مومن نہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں، درست نہیں۔ بلکہ جب میں یہ تصور کرتا ہوں کہ حضرت عبد اللہ اور حضرت آمنہ دوزخ میں ہیں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی شخص میرے کان اور میری عقل پر ہتھوڑے مار رہا ہے، کیونکہ حضرت عبد اللہ وہ نوجوان تھے کہ صبر جن کی پہچان تھا، وہ اپنے باپ کی نذر کے مطابق ذبح ہونے پر راضی تھے اور اپنی رضامندی سے آگے بڑھ کر اپنے سر کا نذرانہ پیش کیا اور جب قریش نے سو اونٹ بطورِ فدیہ دینے کے لئے کہا تو اس پر بھی خوشی سے راضی ہو گئے۔ وہ عبد اللہ جو اپنی خوبصورتی و جوانی کے باوجود کھیل تماشوں سے ہمیشہ دور رہے اور جب ایک لڑکی نے دعوتِ گناہ دی تو فوراً اسے جواب دیا: **تم مجھے حرام کی دعوت دیتی ہو اس سے تو مر جانا بہتر ہے!** ایسا پاک دامن اور سچا نوجوان آخر کیسے آگ میں ہو سکتا ہے! رہیں حضور کی والدہ ماجدہ تو وہ بھی ایسی خاتون تھیں جن کو شادی کے فوراً بعد اپنے شوہر کی اچانک موت کا صدمہ پہنچا تو انہوں نے صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیا، اپنے بچے کو یتیم پایا تو پھر بھی بے صبری نہ کی، بلکہ صبر کو اپنایا۔ کیا کوئی شخص تصور کر سکتا ہے کہ ایسی حور صفت خاتون آگ میں ہوں گی![10] مزید فرماتے ہیں: ہماری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ جس پر ہم تمام احادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد پہنچے ہیں کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے والدین کریمین نے وہ زمانہ پایا جس میں رسولوں کی آمد نہ ہوئی اور وہ دونوں ہدایت اور اخلاقِ کریمہ کے بالکل قریب تھے جو بعد میں ان کے بیٹے نے بطورِ شریعت دنیا کو پیش کی۔ نیز قرآنی آیات اور صحیح احادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد ہمارا یہ پکا عقیدہ ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ دوزخ میں ڈالے جائیں۔ حضور کی والدہ وہ مجاہدہ ہیں جو بہت زیادہ صبر کرنے والی تھیں، اپنے بیٹے کے ساتھ بڑی مہربان تھیں، انہیں آگ کیسے چھو سکتی ہے! کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ آگ میں جلائے جانے کی حق دار ہیں، بلکہ دلائل تو اس بات کے گواہ

ہیں کہ ان کی اور ان کے شوہر جن کا لقب ذبیح اور طاہر تھا، پَر تعریف کے پھول برسائے جائیں۔

مزید فرماتے ہیں کہ ہمارا یہ نتیجہ نکالنا اس لئے نہیں کہ ہمارے دل میں اللہ کے رسول کی محبت ہے جو ہم سے اسی نتیجے کا تقاضہ کرتی ہے، بلکہ ہم اس نتیجے پر اس لئے پہنچے ہیں کہ عقل، منطق، خلق مستقیم کا قانون، شریعت کے مضبوط دلائل اور اغراض و مقاصد ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم یہی نتیجہ نکالیں (کہ حضور کے والدین مومن و جنتی ہیں)۔[11]

3-احیائے ابوین

اللہ پاک نے حضور کیلئے حضور کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ حضور پر ایمان لے آئے۔ محدثین کی ایک بہت بڑی جماعت یہی بات کہتی ہے، مثلاً ابنِ شاہین، خطیبِ بغدادی، امام سُہیلی، امام قُرطبی اور مُحِب طبری وغیرہ۔ ان سب نے اس روایت سے دلیل قائم کی ہے جسے ابنِ شاہین[12] اور خطیب بغدادی[13] وغیرہ نے ضعیف سند کے ساتھ سیدہ عائشہ سے روایت کیا ہے کہ حَجَّۃُ الوَداع کے موقع پر حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ان کے ساتھ مقامِ حَجُون سے گزرے تو نہایت ہی غمگین و پریشان تھے، آپ کافی دیر وہاں ٹھہرے، پھر واپس لوٹے تو نہایت ہی خوش تھے۔ سیدہ عائشہ نے پوچھا تو ارشاد فرمایا: **میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر گیا اور اللہ پاک سے ان کو زندہ کرنے کے لئے عرض کی تو اس نے انہیں زندہ فرمایا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں، پھر اللہ پاک نے انہیں واپس لوٹا دیا۔** اس روایت کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے، بلکہ بعض نے موضوع بھی کہا ہے، لیکن درست یہی ہے کہ یہ ضعیف ہے، موضوع نہیں۔[14] امام سُہیلی یہ روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اللہ پاک ہر چیز پر قادر ہے، اس کی رحمت اور قدرت کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں اور اس کے محبوب کی شان بھی ہے کہ وہ ان پر جس قدر چاہے اپنی نوازشات اور کرم کی بارش فرمائے۔[15]

امام قرطبی فرماتے ہیں: حضور کے فضائل و کمالات میں ظاہری وصال تک ترقی ہوتی رہی، لہٰذا آپ کے والدین کا زندہ ہو کر ایمان لانا انہی نوازشات میں سے ہے اور یہ بات عقلاً محال ہے نہ شرعاً۔ کیونکہ قرآن کریم میں بنی اسرائیل کے قتل کئے ہوئے شخص نے زندہ ہو کر اپنے قاتل کے متعلق بتایا، حضرت عیسیٰ مردوں کو زندہ فرماتے اور ہمارے نبی کے ہاتھوں بھی مردوں کی ایک پوری جماعت زندہ ہوئی۔ جب یہ سب کچھ ثابت ہے تو حضور کے کمال و اعزاز میں اضافہ کرتے ہوئے آپ کے والدین کے زندہ ہو کر ایمان لانے میں کون سی رکاوٹ ہے![16]

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: حضراتِ ابوینِ کریمین کا انتقال عہدِ اسلام سے پہلے تھا تو اس وقت تک صرف اہلِ توحید و اہلِ لاالٰہ الااللہ تھے، اسکے بعد اللہ پاک نے اپنے محبوب کے صدقے ان پر اتمامِ نعمت کے لئے اصحابِ کہف کی طرح انہیں زندہ کیا کہ حضور پر ایمان لاکر، شرفِ صحابیت پاکر آرام فرمایا۔ لہٰذا حکمتِ الٰہیہ کہ یہ زندہ کرنا حَجَّۃُ الوَداع میں واقع ہوا جبکہ قرآن کریم پورا اتر لیا اور اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ (پ6، المائدۃ:3) (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔) نے نزول فرما کر دینِ الٰہی کو تام و کامل کر دیا تاکہ ان کا ایمان پورے دین، کامل شرائع پر واقع ہو۔[17]

نوٹ: حضور کے والدین کریمین کے ایمان و کفر پر ہونے کا مسئلہ قطعی ہے نہ اجماعی۔ چنانچہ اگر ادب کا لحاظ رکھنا درست نہ ہو تو بھی بے ادبی و گستاخی کی راہ اپنا کر حضور کی تکلیف کا سامان کرنے سے لاکھ درجے بہتر ہے۔[18]

---

1 اشعۃ اللمعات، 1/765 2 المنح المکیہ، ص100 3 الحاوی للفتاوی، 2/279 4 فتاویٰ رضویہ جدید، 30/302 ملخصاً 5 مسالک الحنفاء، ص40 6 دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص29، حدیث:17 7 تفسیر روح المعانی، الجز19، 10/184 8 مسالک الحنفاء، ص38، 39 بتغیر 9 اشعۃ اللمعات، 1/765 10 خاتم النبیین، ص160 11 خاتم النبیین، ص161 12 ناسخ الحدیث و منسوخہ لابن شاہین، ص592، حدیث:646 ماخوذاً 13 السابق و اللاحق، ص344 14 مسالک الحنفاء، ص85 15 الروض الانف، 1/299 16 التذکرہ باحوال الموتی، ص19 17 فتاویٰ رضویہ، 30/285 18 فتاویٰ رضویہ، 30/289 مفہوماً

شعبہ ماہنامہ خواتین

حضرت یوسف علیہ السّلام کے معجزات و عجائبات (قسط 12)

اللہ پاک نے حضرت یوسف علیہ السّلام کو خوابوں کی تعبیر کا علم عطا فرمایا اور خوب عطا فرمایا کہ بسا اوقات آپ تعبیر کے ساتھ ساتھ خواب بھی خود ہی بتا دیتے، چنانچہ سورۂ یوسف، 12 ویں پارے کے آخری رکوع میں بادشاہ کے خواب اور تعبیر کا ذکر ہے، اس کے متعلق امام غزالی فرماتے ہیں کہ بادشاہ کا وہی خواب حضرت یوسف علیہ السّلام نے خود ہی بتایا اور اس کی تعبیر سے بھی جب آگاہ کیا تو بادشاہ ہنس پڑا اور کہنے لگا: یوسف نے یہ خواب اس طرح بیان کیا ہے جیسے یہ خواب اسی نے دیکھا تھا! بہر حال جب بادشاہ پر حضرت یوسف علیہ السّلام کی عظمت خوب واضح ہو گئی تو اس نے حکم دیا کہ مصر کو ہر طرح سے خوب سجا کر حضرت یوسف کو لایا جائے۔ ادھر حضرت یوسف علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب تک قید خانے میں ایک بھی قیدی رہے گا وہ نہیں جائیں گے تو بادشاہ نے سب قیدیوں کو رہا کر دیا۔ امام غزالی فرماتے ہیں: اسی طرح ہمارے آقا حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہم پر کرم فرمائیں گے کہ جب تک ان کی اُمّت میں سے ایک بھی شخص دوزخ میں ہو گا، جنت میں نہ جائیں گے۔[1]

جب حضرت یوسف علیہ السّلام بادشاہ ہوئے تو مصر والوں کا خیال تھا کہ انہوں نے ان جیسا بادشاہ کبھی نہیں دیکھا اور ان کا یہ گمان واقعی صحیح ثابت ہوا۔ کیونکہ حضرت یوسف علیہ السّلام نے شروع کے سات سالوں میں ملک آباد کرنے اور کھیتی کرنے کا حکم دیا اور کوئی جگہ کھیتی سے خالی نہ رہنے دی، جنگلوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی کھیتی کروائی اور پھر اس فصل کو محفوظ رکھنے کے لئے 25 گز چوڑے اور 160 گز لمبے خالص پتھر کے گودام تعمیر کروا کر ان میں غلّے کو بالوں سمیت جمع کرتے گئے، یہاں تک کہ جب قحط سالی کے سال آئے تو بارش ہوئی نہ ہوا چلی اور نہ زمین پر کوئی چیز اگی۔ لوگوں نے پہلے سال حضرت یوسف علیہ السّلام سے سونے چاندی کے بدلے ان کا جمع کیا ہوا غلہ خریدا، دوسرے سال میں مکانات اور زمین کے بدلے، تیسرے سال میں گھریلو سامان کے بدلے، چوتھے سال زیور اور کپڑوں کے بدلے، پانچویں سال اولاد کے بدلے اور چھٹے سال اپنی جانوں کے بدلے۔ جب سب مصر والے حضرت یوسف علیہ السّلام کے غلام ہو گئے تو آپ علیہ السّلام کے پاس یہ وحی آئی: اے یوسف! تو نے دیکھا! یہ سب تجھے غلام کہتے تھے، ہم نے آج ان سب کو تمہارا غلام کر دیا! چنانچہ اس ساتویں سال میں حضرت یوسف علیہ السّلام نے تمام لوگوں کو اپنے پاس سے کھلایا کہ وہ سب ان کے غلام تھے۔ یہاں امام غزالی فرماتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السّلام نے اپنی طرف دیکھا تو ان کے بھائیوں نے انہیں مٹھی بھر چاندی کے بدلے بیچ ڈالا اور جب اپنے رب کی طرف دیکھا تو سب مصر والے ان کے غلام ہو گئے، لہٰذا جاننا چاہئے کہ بندہ جب اپنی طرف دیکھتا ہے تو کوئی اس کی عزت نہیں کرتا مگر جب اپنے رب کی طرف دیکھتا ہے تو دونوں جہاں میں عزتوں کا تاج اس کے سر پر سجا دیا جاتا ہے۔[2]

اس وقت حضرت یوسف علیہ السّلام کی شان و شوکت کا حال یہ تھا کہ ہر ماہ پورے شہر کا دورہ فرماتے اور مظلوموں کی مدد کرتے، نیکی کا حکم دیتے اور بری باتوں سے روکتے۔ چنانچہ جب آپ اس دورے پر جانا چاہتے تو ایک گھوڑے پر زین وغیرہ ڈال کر کسی جاتی، جب گھوڑا تیار ہو جاتا تو وہ بلند آواز سے ہنہناتا اور اس کی آواز پورے شہر میں سنائی دیتی، جسے سن کر لشکر حاضر ہو جاتا۔ پھر جب حضرت یوسف علیہ السّلام سوار ہو کر باہر نکلتے تو دو لاکھ لشکری پیچھے اور دو لاکھ آگے ہوتے، سر پر ہزار جھنڈے ہوتے، سامنے ہزار سپاہی نیزہ لئے اور ہزار تلوار لئے کھڑے ہوتے۔ آپ علیہ السّلام کی یہ شان و شوکت دیکھ کر لوگ کہتے کہ ان جیسا بادشاہ کوئی نہیں گزرا، اللہ پاک نے انہیں واقعی بہت بڑا ملک عطا فرمایا ہے![3]

حضرت یعقوب علیہ السّلام یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ! یوسف کو خوب رزق عطا فرما۔ چنانچہ اللہ پاک نے حضرت یوسف علیہ السّلام کو جب انتہائی مال و دولت سے نوازا تو انہوں نے اپنے خزانوں کا منہ حق داروں کے لئے کھول دیا۔ بلکہ آپ اس قدر مال راہِ خدا میں خرچ کیا کرتے کہ خوش حالی کے زمانے میں بیتُ المال کے لئے بنائے گئے پتھروں کے گوداموں میں سے جب کوئی گودام خالی ہوتا تو دوسرا کھولنے کا حکم ارشاد فرما دیتے اور دور و نزدیک سے بالخصوص شام سے آنے والے مہمانوں کا خاص خیال رکھتے، جب شام کے لوگ واپس جاتے تو راستے میں حضرت یعقوب علیہ السّلام کے گھر بیت الاحزان کے پاس ضرور قیام کرتے، حضرت یعقوب علیہ السّلام کو ان سے معلوم ہوا کہ عزیزِ مصر کتنی خوبیوں والا ہے اور وہ شام کے لوگوں سے بڑی محبت رکھتا ہے، ان پر خوب احسان کرتا اور انہیں عزت دار جانتا ہے۔ چنانچہ جب ان کے بیٹوں نے ان سے عرض کی: ابا جان! 40 سال ہو گئے ہیں، آپ نے ہم سے کبھی پیار سے بات کی ہے نہ کبھی ہمارے لئے دعا کی ہے اور نہ ہم سے خوش ہیں، مانا کہ ہم آپ کے گناہ گار ہیں مگر ہماری حالت اب بھوک کی سختی تک آپہنچی ہے، لہٰذا اب تو اپنے رب سے دعا فرما دیجئے کہ وہ ہم پر رزق کے دروازے کھول دے تو آپ نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ بھی دوسروں کی طرح غلہ لینے عزیزِ مصر کے پاس جائیں کہ وہ خوبصورت، خوش بیان، دیندار اور عظمت و شوکت والا بادشاہ ہے، وہ سخی و کریم ہے، اسے جا کر میرا اسلام کہنا۔ بچوں نے عرض کی: ابا جان! ٹھیک ہے ہم چلے تو جائیں گے، مگر ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو اس عظیم بادشاہ کو تحفے کے طور پر پیش کر سکیں۔ کیونکہ باقی لوگ اس کے پاس جاتے ہیں تو جواہرات اور سونا چاندی پیش کرتے ہیں۔ اس پر حضرت یعقوب نے فرمایا: جو کچھ تمہارے پاس ہے بس وہی لے جاؤ کہ کریم تھوڑی چیز بھی قبول کر لیتا ہے۔ پھر آپ نے اپنے سب بیٹوں کو شاہی آداب بتائے و سکھائے کہ وہاں جا کر یوں کرنا اور کہنا۔ ادھر حضرت یوسف علیہ السّلام کو بھی اسی وقت کا انتظار تھا کہ ان کے بھائی کب ان کے پاس آئیں گے، جس کے لئے انہوں نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ دریائے نیل سے لے کر پہاڑ تک کے تمام درمیانی راستے میں لوہے کی ایک مضبوط عمارت تعمیر کروائی، جس کا ایک ہی دروازہ تھا، شہر میں داخلے کا یہ واحد راستہ تھا، جس کا نگہبان 500 سواروں کے ساتھ ہر وقت وہاں موجود رہتا اور آنے والوں سے ان کی تفصیلات پوچھ کر حضرت یوسف علیہ السّلام کو بھیجتا، وہاں سے اجازت ملتی تو ہی انہیں ان کے مرتبے کے مطابق اعزاز و اکرام کے ساتھ آگے جانے دیا جاتا یا پھر وہیں سے واپس موڑ دیا جاتا۔ امام غزالی فرماتے ہیں: اللہ پاک نے بھی جنت کے راستے میں پُل صراط قائم کر رکھا ہے کہ ہر ایک کو اس پر سے گزرنا ہو گا، جس کے پاس گزرنے کا اجازت نامہ ہو گا وہ نجات پا کر جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو گا اور جس کے پاس اجازت نامہ نہ ہو گا وہ وہیں جہنم میں گر پڑے گا۔[4]

---

❶ بحر المحبۃ، ص 117 ❷ بحر المحبۃ، ص 121 ❸ بحر المحبۃ، ص 122 ❹ بحر المحبۃ، ص 124 تا 127 ملتقطا

(73)

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **بہیں:** جاری ہوں۔ **کرامت:** عزت۔

مفہومِ شعر: حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے، ان کی کرامت پہ لاکھوں سلام۔

شرح: اللہ کریم نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو ایسی پیاری پیاری اُنگلیاں عطا فرمائیں کہ ان سے کئی مرتبہ رحمت و کرم کے دریا جاری ہوئے۔ جب حضور پانی کی کمی کی وجہ سے اپنے صحابہ کو پریشان پاتے تو غم خواری کا جذبہ جوش پر آتا، مبارک اُنگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہوتا اور پیاسے سیراب ہو جاتے۔ چنانچہ اس شعر میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی مقدّس اُنگلیوں سے پانی جاری ہونے کے معجزے کی طرف اشارہ ہے جو کئی مرتبہ ظاہر ہوا۔ مبارک اُنگلیوں سے جاری ہونے والے پانی سے کبھی 70 خوش نصیب سیر اب ہوئے، کبھی 80، کسی موقع پر 300 اور کبھی 1500۔[1] جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صلحِ حُدَیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے سامنے موجود پیالے کے علاوہ وُضو کرنے اور پینے کے لیے پانی نہ تھا۔ چنانچہ حضور نے اپنا مبارک ہاتھ پیالے میں رکھا تو آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے چشمے کی طرح پانی اُبلنے لگا۔ حضرت جابر سے پوچھا گیا کہ آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ ارشاد فرمایا: ہم 1500 تھے، لیکن اگر ہماری تعداد ایک لاکھ ہوتی تو بھی وہ پانی ہمارے لئے کافی تھا۔[2]

(74)

عیدِ مشکل کشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **مشکل کشائی:** حاجت پوری کرنا۔ **ہلال:** پہلی رات کا چاند۔ **بشارت:** خوشخبری۔

مفہومِ شعر: حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ناخن مبارک گویا کہ مشکلات کو دور کرنے والے عید کے چاند ہیں ان مقدس ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام۔

شرح: کیا بات ہے اعلیٰ حضرت کی! جب ناخن تراشے جاتے ہیں تو وہ کچھ گول اور باریک ہوتے ہیں، لہٰذا یہاں اعلیٰ حضرت نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ناخن مبارک کو پہلی رات کے چاند سے تشبیہ دی، کیونکہ پہلی رات کا چاند بھی گول اور باریک ہوتا ہے۔ یقیناً اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے مبارک

بنتِ اشرف عطاریہ مدنیہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان)
گوجرہ منڈی بہاؤالدین

ناخنوں میں بھی برکتیں اور شفار کھی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام حضور کے تراشے ہوئے ناخن بھی برکت کے لئے اپنے پاس رکھا کرتے، بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تو وصیت کی تھی کہ ان کے پاس حضور کے جو ناخن مبارک ہیں وہ مرنے کے بعد ان کی آنکھوں اور منہ پر رکھے جائیں۔ (3)

(75)

رَفعِ ذِکرِ جلالت پہ ارفع درود
شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **رفع:** بلندی۔ **ارفع:** بلند ترین۔ **شرح:** کھولنا۔ **صدر:** سینہ۔

مفہومِ شعر: اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا جو ذِکر بلند فرمایا اس کی بلندی پر بلند ترین درود ہوں اور سارے جہان کی مرکزی مسند پر جلوہ گر ہستی کے شرحِ صدر پر لاکھوں سلام۔

شرح: حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ اللہ پاک کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کیا جاتا ہے اور اللہ پاک نے اذان میں، اقامت میں، نماز میں، تشہد میں، خطبے میں اور کئی مقامات پر اپنے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کیا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ سے جبریل نے کہا: آپ کا رب آپ سے ارشاد فرماتا ہے: میں نے آپ کا ذِکر کیسے بلند کیا؟ میں نے کہا: اللہ بہتر جانتا ہے۔ جبریل نے کہا: (اللہ پاک فرماتا ہے:) آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے تو میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے۔ (4)

ارشادِ باری ہے: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ (پ30، الم نشرح: 1) ترجمہ کنز العرفان: کیا ہم نے تمہاری خاطر تمہارا سینہ کشادہ نہ کر دیا؟ چنانچہ کئی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سینۂ مبارک کو چاک کر کے مبارک دل کو دھویا گیا اور اس میں علم وعرفاں کو بھرا گیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے (پہلی بار) مبارک دل کو چاک کرنے کے بعد جب آبِ زَم زَم سے دھویا تو فرمانے لگے: مضبوط مبارک دل ہے، اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں۔ (5) امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سب سے پہلا دل جسے اللہ پاک نے اپنے راز کا مرکز بنایا وہ حضور کا مبارک دل ہے کیونکہ حضور کی نورانی ذات کی پیدائش سب سے پہلے ہوئی، مگر بشری صورت تمام انبیائے کرام میں سب کے بعد دنیا میں جلوہ گر ہوئی، چنانچہ حضور سب سے پہلے نبی ہیں اور حضور ہی سب سے آخری نبی ہیں۔ (6)

(76)

دل سمجھ سے وراہے مگر یوں کہوں
غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **ورا:** بلند و بالا۔ **غنچہ:** کلی۔ **رازِ وحدت:** توحیدِ باری کا راز۔

مفہومِ شعر: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دل مبارک کی شان و عظمت سمجھ میں آ ہی نہیں سکتی، چنانچہ خدائے پاک کے رازوں کے اس خزانے پر لاکھوں سلام۔

شرح: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا دل مبارک اللہ پاک کے خصوصی انوار و تجلیات اور علوم و اسرار کا خزانہ ہے۔ آپ کا دل مبارک انتہائی نرم ورقیق تھا۔ آپ سو جاتے تب بھی آپ کا مبارک دل جاگتا رہتا۔ (7)

قرآن کے نزول کا بوجھ پہاڑ برداشت نہ کرسکتے تھے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ (پ28، الحشر: 21) ترجمہ کنز الایمان: اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اُتارتے تو ضرور تو اُسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔ مگر یہی وہ بابرکت دل ہے جس پر قرآن نازل ہوا: فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (پ1، البقرۃ: 97) ترجمہ کنز الایمان: تو اس (جبریل) نے تو تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا۔ حضور کا مبارک دل ہے جس پر پورا قرآن اتر گیا اور جوں جوں اترتا جاتا آپ کو سکون حاصل ہوتا جاتا كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ (پ19، الفرقان: 32) ترجمہ کنز الایمان: ہم نے یونہی بتدریج اُسے اُتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں۔

حضور کا پاکیزہ دل اللہ پاک کی ایسی پیدائش ہے جسے کوئی نہ سمجھ سکا، یقیناً یہ اللہ پاک کے رازوں کا خزانہ ہے۔

---

(1) بخاری، 2/493، حدیث: 3572، 3574، 3575، 3576 (2) بخاری، 2/493، حدیث: 3576 (3) اسد الغابہ، 5/223 (4) مسند ابی یعلیٰ، 1/576، حدیث: 1375 (5) الشفا، 1/173 (6) مواہب لدنیہ، 2/59 (7) بخاری، 4/580، حدیث: 7517

مدنی مذاکرہ

دعوت میں کھانے کے آداب

سُوال: ہم کہیں دعوت پر جاتے ہیں تو بعض اوقات کھانے سے پہلے پیٹ کے قفلِ مدینہ (یعنی بھوک سے کم کھانے) کی نیت بھی ہوتی ہے مگر میزبان زبردستی مزید کھانے کا تقاضا کرتا ہے اور از خود ہماری پلیٹ میں کھانا ڈال دیتا ہے، ایسی صورت میں پیٹ کا قفلِ مدینہ کیسے لگایا جائے؟ نیز مزید کھانا نکالنے کی وجہ سے اگر وہ کھانا بچ جائے اور ضائع ہو تو اس کا گناہ کس پر ہو گا؟

جواب: اگر واقعی کسی نے پیٹ کا قفلِ مدینہ لگایا ہے اور وہ گھر میں بھی کم کھاتا ہے تو دعوت میں ایسا مُعاملہ ہونے سے وہ آزمائش میں آجائے گا۔ اِس کا حل یہ ہے کہ جب دعوت میں جائے تو خوب چبا چبا کر کھائے کہ اِس طرح کھانے میں دیر ہو گی تو میزبان کی اِس کی جانب توجہ نہیں جائے گی اور یہ بھی دِیگر مہمانوں کے ساتھ ساتھ چلتا رہے گا اور میزبان کی طرف سے پلیٹ بھرے جانے کی آزمائش سے بھی محفوظ رہے گا۔

ہڈی والے گوشت میں غِذائیت اور انرجی ہوتی ہے

مہمان اپنی پلیٹ میں بغیر ہڈی والی بوٹیاں ڈالنے کے بجائے ہڈی والی بوٹی ڈالے کہ اِس طرح پلیٹ بھری ہوئی معلوم ہو گی اور ضمناً گوشت کی لذت بھی زیادہ آئے گی کیونکہ ہڈی سے لگی ہوئی بوٹی بغیر ہڈی والی بوٹی سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے۔ اگر مہمان بیان کردہ طریقے کے مُطابق ہڈی سے بوٹی نوچ نوچ کر کھائے گا تو اِن شاءَ اللہ قفلِ مدینہ نہیں ٹوٹے گا۔ آج کل Boneless یعنی بغیر ہڈی کا گوشت چلا ہے لیکن اِس میں خاص لذت نہیں ہوتی مجھے بھی یہ پسند نہیں ہے۔ اسے کوئی اپنا وقت بچانے کے لیے کھائے تو الگ بات ہے، مگر ہڈیوں میں غِذائیت اور انرجی ہوتی ہے لہٰذا ہڈی والا گوشت ہی کھانا چاہیے۔

مِل کر کھانے میں دوسروں کا خیال کیجیے

میں کافی عرصے سے ایک بات نوٹ کر رہا ہوں، بعض اوقات اِس کا اِظہار بھی کیا ہے مگر عین موقع پر کہنا مُناسب نہیں ہوتا کیونکہ سامنے والے کو شرمندگی ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ جب چند اَفراد مِل کر ایک تھال میں کھانا کھا رہے ہوتے ہیں اور کھانا کھلانے والوں میں سے کوئی ان کے تھال میں مزید کھانا ڈالنے کے لیے آتا ہے تو جس نے پہلے کھانا کھا لیا ہوتا ہے اور اسے بھوک نہیں لگ رہی ہوتی تو وہ اسے منع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے دِیگر اسلامی بھائی مزید کھانے سے محروم ہو جاتے ہیں یا پھر وہ انہیں محروم کرنے کی سعی کرتا ہے۔ لہٰذا اگر چند اَفراد مِل کر کھا رہے ہوں اور ان میں کوئی سیر ہو جائے تو تھال میں مزید ڈالنے سے منع کرنے کے بجائے صِرف اپنے بارے میں کہہ دے کہ میں کھا چُکا ہوں، مجھے مزید نہیں کھانا۔ یوں ہی بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ مزید کھانے سے منع بھی کر دیتے ہیں لیکن جب تھال میں کھانا ڈال دیا جائے تو پھر سے کھانے میں شریک ہو جاتے ہیں حتّٰی کہ دوسری تیسری مَرتبہ بھی کھانے میں شریک رہتے ہیں

یعنی کھاتے بھی رہتے ہیں اور منع بھی کرتے رہتے ہیں۔ ایسا نہ کیا جائے بلکہ ایک تھال میں کھانے والے باہمی مشورہ کریں اور ہر ایک دُرُست فیصلہ کرے، یہ نہیں کہ مُرَوَّت میں منع بھی کرتے رہیں اور جب مزید کھانا آجائے تو کھاتے بھی رہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ کسی کا پیٹ جلدی بھر جاتا ہے کسی کا دیر سے، کوئی صِرف ایک روٹی کھا کر سیر ہو جائے گا کسی کی چار روٹیاں کھانے کے بعد بھی گنجائش باقی رہتی ہے، لہٰذا خود ہوشیار بننے کے بجائے دوسروں کی بھی رِعایت کرنی چاہیے۔

لقمہ خوب چبا کر کھائیے

سُوال: بعض اوقات کھانا ڈالنے والا خود ہی تھال میں کھانا ڈال کر چلا جاتا ہے پھر ساتھ کھانے والوں میں سے کوئی ایک دو لقمے کے بعد ہاتھ روک لیتا ہے تو تھال صاف کرنے کا مسئلہ ہو جاتا ہے ایسی صورتِ حال میں کیا کیا جائے؟

جواب: کھانے کے آداب میں سے ہے کہ سب اِس اَنداز سے کھائیں کہ ایک ساتھ فارغ ہوں مگر آج کل تو جلدی جلدی کھا کر پیچھے ہَٹ جاتے ہیں۔ جلدی کھانے میں اگر یہ نیت ہو کہ لوگوں پر کم کھانے اور پیٹ کا قفلِ مدینہ لگانے کا Impression (یعنی تأثر) پڑے تو یہ اَنداز بالکل دُرُست نہیں کیونکہ اس طرح جلد بازی میں کھانے والا کھاتا نہیں بلکہ نگلتا ہے کم کھانا تو دور کی بات ہے۔ نگلنے والا جلدی فارغ ہو جاتا ہے اور جو واقعی چبا چبا کر کھا رہے ہوتے ہیں وہ کھاتے رہتے ہیں لہٰذا ہر نوالہ خوب اچھی طرح چبا کر ہی کھانا چاہیے۔ چھوٹے بچے جو ڈیڑھ دو سال کے ہوتے ہیں یہ لقمہ چبا نہیں سکتے انہیں بھی اگر بڑا نوالہ دیا جائے تو یہ بغیر چبائے نگل جاتے ہیں بلکہ چار چار سال کے بچوں کو بھی دیکھا ہے کہ ان کو چبانا نہیں آتا تو ایسے بچوں کو چھوٹا نوالہ نرم کر کے دینا چاہیے تاکہ یہ بغیر چبائے نگلیں بھی تو پیٹ میں آسانی رہے۔ اِسی طرح کھانا کھانے والے کے چہرے کو بھی نہیں دیکھنا چاہیے کہ حدیثِ پاک میں منع فرمایا گیا ہے۔[1] مگر آج کل تو نہ صِرف کھانے والے کو دیکھتے ہیں بلکہ اس کے عِلاوہ بھی بہت کچھ کر رہے ہوتے ہیں۔ جن کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھا جاتا ہے اگر ان کی فہرست بنائی جائے تو ان مظلوموں میں شاید میرا نمبر سب سے پہلا ہو گا۔ جی ہاں! کھانا کھاتے کھاتے میرے لیے آزمائش ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اسلامی بھائی مجھے یوں دیکھتے ہیں جیسے مُرغی پانی مُنہ میں لے کر سر اُٹھاتی ہے یہ بھی ایک نوالہ لے کر مجھے دیکھنے لگتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ کرے دِل میں اُتر جائے میری بات۔

مہمان کے لیے میزبان کھانا نہ نکالے

سُوال: اگر کسی کو تین بار سے زیادہ کھانا کھانے کا کہا جائے تو کیا وہ کھانا مکروہ ہو جاتا ہے؟

جواب: کسی کو تین بار سے زیادہ کھانا کھانے کا کہنے سے کھانا مکروہ نہیں ہو جاتا، البتہ مہمان کو اپنے ہاتھ سے کھانا پلیٹ میں ڈال کر نہیں دینا چاہیے۔ آج کل اپنے ہاتھ سے مہمان کی پلیٹ میں زبردستی ڈال دینے والا مُعاملہ بہت ہے۔ میرے ساتھ بھی بعض اوقات ایسا ہوتا ہے تو آزمائش ہو جاتی ہے، لہٰذا مہمان کو یہ تو کہا جائے کہ اور کھا لیجیے مگر از خود اس کی پلیٹ میں کھانا نہ نکالا جائے۔ بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ مہمان کو پلیٹ میں کھانا ڈال کر دیتے رہتے ہیں اس سے مہمان بے چارہ مُرَوَّت میں کچھ بولتا نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مہمان نے آلو کھانا ہو اور آپ نے اس کی پلیٹ میں بوٹی ڈال دی یا وہ چھوٹی بوٹی کھانا چاہتا ہو اور آپ نے بڑی بوٹی ڈال دی یا وہ چاول کم کھاتا ہے کہ زیادہ کھانے سے اُسے نزلہ ہو جاتا ہے اور آپ نے پلیٹ میں زیادہ چاول ڈال دیئے تو وہ بے چارہ مُرَوَّت میں آکر پھنس جائے گا یا پھر وہ چاول نکالنا چاہتا تھا اور میزبان خوب مصالحے والی بَریانی اس کی پلیٹ میں بھر دے اب مہمان اگر میزبان کے "لیجیے، کھائیے" والے مَدَنی پُھول سُن کر اس کا مان رکھتا ہے تو پیٹ کا مان جاتا ہے کیونکہ مصالحہ پیٹ میں جا کر جو حال کرے گا اس کے الگ ہی مَسائل ہوں گے اور اگر نہ کھائے تو میزبان اس کو کچھ نہ کچھ مَدَنی پُھول دیتا رہے گا۔ لہٰذا یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ مہمان سے کہیں کہ کھائیے خود ڈال کر نہ دیجیے۔ حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بار بار کہنے سے ہو سکتا ہے وہ بے چارہ مُرَوَّت میں زیادہ کھا لے اور پیٹ خراب ہونے کی وجہ سے آزمائش میں پڑ جائے[2]۔[3]

(1) معرفۃ الصحابۃ، 4/512 حدیث: 6950 (2) احیاء العلوم، 2/9 (3) ملفوظاتِ امیر اہلِ سنت، 1/522 تا 525

میں بھی مدینے جاؤں گی

اُمِّ میلاد عطّاریہ*

*نگران عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی)
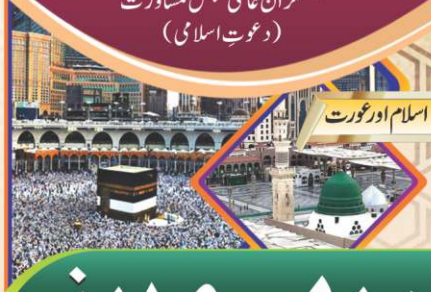
حرمینِ طیبین کی حاضری اور سفرِ حج کی تمنا ہر عاشقِ رسول کے دل میں ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئے کہ یہ مقاماتِ مقدسہ مسلمانوں کے دل و نگاہ کا مرکز ہیں۔ ان مقاماتِ مقدسہ کی طرف سفر، مبارک ہی مبارک، خیر ہی خیر اور بڑے نصیب کی بات ہے، نیز اس راہ کے مسافر کو ہر ہر قدم پر نیکیاں، بھلائیاں، امان، عافیتیں، برکات اور اللہ پاک کی رحمتیں ملتی ہیں۔

محترم اسلامی بہنو! ہم سب جانتی ہیں کہ حج ارکانِ اسلام میں سے ایک بنیادی رکن اور اہم عبادت ہے، یاد رکھئے! اللہ پاک نے صاحبِ استطاعت لوگوں پر زندگی میں ایک بار حج فرض فرمایا ہے، فرض ہونے کے باوجود اس کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا سخت گناہ اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔ فرض ہو جانے کے باوجود حج ادا نہ کرنے پر وعید ملاحظہ ہو: حدیثِ پاک میں فرمایا گیا کہ جو شخص زادِ راہ اور سواری کا مالک ہو جس کے ذریعے وہ بیتُ اللہ تک پہنچ سکے اس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو اس پر کوئی افسوس نہیں خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔[1] (مَعاذَاللہ)

عام طور پر یہ سوچ پائی جاتی ہے کہ عمر کے آخری حصے میں حج کریں گے یا ابھی تو بچّوں کی شادی کرنی ہے، گھر بنانا ہے وغیرہ جب یہ کام ہو جائیں گے تو حج کریں گے۔ حالانکہ یہ بہت بڑی محرومی ہے۔ جن کے پاس مال و اسباب نہیں وہ تو حج کے لئے اور مدینے کی حاضری کے لئے تڑپیں لیکن جن کو اللہ پاک نے مال و دولت کی نعمت سے نوازا وہ اس کے لئے نہ کڑھیں اور سستی کا مُظاہرہ کریں تو یہ کس قدر عجیب بات ہے، جس وقت، جس عمر میں حج کی شرائط پائی جانے کے سبب حج فرض ہو جائے اس سے ہر گز غفلت نہیں برتنی چاہئے۔ کئی عورتوں کے پاس اگرچہ نقدی کم ہوتی ہے لیکن ایسے زیورات ہوتے ہیں جن کی مالیت لاکھوں روپے بنتی ہے، لہٰذا اگر واقعی اس کی مالیت حج کے خرچے کے مطابق بن گئی تو دیگر شرائط کے پورے ہونے کی صورت میں ان پر حج فرض ہو جائے گا۔ اب بلا اجازتِ شرعی تاخیر کرنا ہر گز جائز نہ ہو گا۔ لہٰذا خواتین کو توجہ کرنی چاہئے جس طرح نماز، روزے اور دیگر عبادات ان کی اپنی استطاعت کے مطابق فرض ہوتی ہیں، ایسا ہی معاملہ حج کا ہے اور یہ تو بڑی سعادت کی بات ہے کہ اللہ پاک نے ہمیں اتنی پیاری عبادت کے قابل بنایا جسے عاشقوں کی عبادت بھی کہا گیا ہے۔

چنانچہ ہر اسلامی بہن اپنے زیورات، جمع پونجی اور دیگر رقم وغیرہ پر غور کرے اور اپنے محرم کے ذریعے دارُالافتاء اہلِ سنّت سے لازمی معلوم کرے کہ اس پر حج فرض ہو چکا ہے یا نہیں؟

ترغیب و تحریص کے لئے احادیثِ کریمہ کی روشنی میں حجِ بیتُ اللہ اور مدینۂ منورہ کے 3 فضائل ملاحظہ ہوں: (1) حاجی اپنے گھر والوں میں سے 400 (مُسلمانوں) کی شَفَاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نِکل جائے گا جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔[2] (2) حج کیا کرو! کیونکہ حج گُناہوں کو اِس طرح دھو دیتا ہے جیسے پانی میل کو دھو دیتا ہے۔[3] (3) یہ طَیبَہ ہے اور گناہوں کو اسی طرح مٹاتا ہے جیسے آگ چاندی کا کھوٹ دور کر دیتی ہے۔[4]

اللہ کرے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ مکے مدینے سے محبت اور حجِ بیتُ اللہ کی سعادت خیریت و عافیت کے ساتھ نصیب ہو جائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) ترمذی، 2/219، حدیث: 812 (2) مسند البزار، 8/169، حدیث: 3196 (3) معجم اوسط، 3/416، حدیث: 4997 (4) بخاری، 3/36، حدیث: 4050۔

بنتِ محمد شیر اعوان عطاریہ
بی ایڈ، ایم ایس سی اکنامکس گولڈ میڈلسٹ (میانوالی)

نومولود کو کپڑے پہنانے اور اپنے ساتھ سلانے کی احتیاطیں (قسط:8)

نومولود کو کیسے اور کس طرح کپڑے پہنائے جائیں؟

لباس اللہ پاک کی ایک خاص نعمت ہے جو صرف شرم گاہ کو چھپانے کے لئے ہی استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ بدن کی زینت کا بھی سبب بنتا اور شخصیت کو نکھارتا ہے۔ اللہ پاک کا فرمان ہے: یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِیْشًاؕ (پ8، الاعراف:26) ترجمہ کنز العرفان: اے آدم کی اولاد! بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اُتارا جو تمہاری شرم کی چیزیں چھپاتا ہے اور (ایک لباس وہ جو) زیب و زینت ہے۔

تہذیب یافتہ دنیا میں سلیقے سے پہنا ہوا لباس اچھا سمجھا جاتا ہے، مگر بسا اوقات یہ لباس خوبصورتی اور شرم گاہ کو چھپانے کے لئے ہی استعمال نہیں کیا جاتا، بلکہ سردی و گرمی وغیرہ سے بچنے کے لئے ضروری بھی ہوتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نومولود کو اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا نومولود کے لباس سے متعلق والدین کو احتیاط کی بے حد ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً نومولود کا لباس موسم کی کیفیت کے حساب سے ہونا چاہئے۔ جیسے گرم موسم میں ہلکا پھلکا لباس مناسب رہے گا جبکہ ٹھنڈے موسم میں گرم کپڑے پہنائے جائیں۔ بچوں کی پیدائش کا وقت تقریباً ماؤں کو معلوم ہوتا ہے، اس لئے انہیں چاہئے کہ بچے کی پیدائش سے پہلے ہی موسم کی کیفیت کے حساب سے صرف اتنے کپڑے خرید کر رکھیں جن کی فوری حاجت ہو اور پھر پیدائش کے بعد بچے کا وزن اور جسامت دیکھ کر اسی حساب سے اس کے کپڑے خریدیں کہ یہ عام تجربہ ہے کہ بچوں کی پیدائش سے پہلے خریدے ہوئے کپڑے یا تو چھوٹے ہوتے ہیں یا بہت زیادہ کھلے۔ چنانچہ نومولود کے لباس کے حوالے سے یہ چند باتیں ہمیشہ یاد رکھیے:

- نومولود کے کپڑے بہتر ہے کہ ہلکے رنگ کے ہوں اور ایسے سادہ ہوں جو پہنانے میں آسان اور پہننے میں آرام دہ، کھلے اور ڈھیلے ہوں، جسم کے ساتھ چپکے ہوئے اور تنگ نہ ہوں، بلکہ جینز وغیرہ نومولود کو پہنانے سے بچئے۔ اس کے علاوہ جِلد کو نقصان سے بچانے کے لیے ایسے کپڑے بھی نہ پہنائیے جن میں کوئی بٹن یا زِپ وغیرہ ہو۔ کیونکہ زیادہ بٹنوں اور زِپ والے کپڑوں سے بچے تنگ ہوتے ہیں۔
- کپڑے ہمیشہ بچے کے سائز اور عمر کے حساب سے ہی اچھے لگتے ہیں۔ لہٰذا نومولود کو کپڑے اس کی جسامت کے اعتبار سے پہنائیے۔ بعض خواتین بچوں کے کپڑے ان کی عمر سے کچھ بڑے خریدتی ہیں تاکہ وہ کم از کم ایک بھرپور موسم کے لئے کافی ہوں یا پھر موسم کے آخر میں اتنے سائز کے خریدتی ہیں کہ اگلے موسم میں بھی کام آجائیں۔ بچے چونکہ تیزی سے بڑے ہوتے ہیں، لہٰذا یہ قاعدہ یاد رکھیے کہ زیادہ تر بچے جن کی عمر 6 مہینے تک ہوتی ہے وہ 9 سے 12 مہینے تک کے اور ایک سال کے بچے 2 سال تک کے بچوں کے کپڑے پہن سکتے ہیں۔
- اگر کپڑے ریڈی میڈ خریدنے ہوں تو یاد رکھیے کہ ہر برانڈ

کے کپڑے الگ شکل کے ہوتے ہیں، ان میں عمر کے لحاظ کا خیال نہیں رکھا جاتا، لہٰذا بہتر ہے کہ نومولود کے کپڑے وزن کے اعتبار سے خریدیئے۔ کئی برانڈز کے کپڑوں پر عمر اور وزن کے اعتبار کے مطابق لیبل بھی لگا ہوتا ہے۔

- نومولود کے کپڑے ایسے ہوں جو آسانی سے دھوئے جا سکیں، کیونکہ بچہ اپنے کپڑوں کو بار بار گندا کر سکتا ہے اور ایک دن میں تین چار جوڑے بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ جلدی و آسانی سے دھلنے اور سوکھنے والے کپڑے کا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ نومولود کے کپڑے گندے ہونے پر فوراً تبدیل کر سکتی ہیں۔
- بچے نازک ہوتے ہیں۔ لہٰذا انہیں گود میں اٹھا کر کپڑے نہ پہنائے جائیں۔ بلکہ لٹا دیا جائے تاکہ کپڑے پہنانے والی خاتون کے دونوں ہاتھ خالی ہوں اور وہ آسانی سے انہیں استعمال کر سکے، اس میں بچے کیلئے بھی آسانی ہے۔
- کپڑے پہناتے ہوئے بچے کے ساتھ زور زبردستی نہ کی جائے۔ بلکہ باتوں میں بہلا کر کپڑے پہنائے جائیں، تاکہ بچہ ناگواری محسوس نہ کرے۔

نومولود کو اپنے ساتھ سلانے کی احتیاطیں

ماں بچے کی ہر حرکت اور کھانے پینے، سونے جاگنے کی کیفیت کو اچھی طرح جانتی ہے۔ اس لئے اسے اپنے ساتھ سلانے پر اس کی حرکت سے فوراً ہوشیار ہو جاتی ہے۔ مغربی ممالک میں عام لوگوں کا خیال یہ ہے کہ نومولود کو اپنے ساتھ سلانے پر Sudden infant death syndrome(SIDS) کے امکانات بڑھ جاتے ہیں، یعنی بچے کو ساتھ سلانے سے اس کی اچانک موت واقع ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ بچے کے سونے کے لئے بستر الگ ہو یا کمرہ ہی الگ ہو تاکہ SIDS کا خطرہ ہی نہ ہو۔ دیکھا جائے تو ایسا کرنا ماں اور بچے دونوں کے لئے مسئلہ ہے۔ کیونکہ رات کے وقت نیند سے جاگ کر بچے کے الگ کمرے میں جانا، اسے دودھ پلانا، ڈائپر تبدیل کرنا یا دوبارہ سلانا مشکل کام ہے۔ چنانچہ چند احتیاطی تدابیر پیشِ خدمت ہیں تاکہ SIDS کے امکانات کم ہو سکیں:

- اس بات کی یقین دہانی کر لیجیے کہ بچے کے قریب کوئی بھاری کمبل، تکیہ، کپڑے یا کھلونے وغیرہ تو نہیں!
- بچے کے اوپر اوڑھایا جانے والا کمبل بھاری نہ ہو کہ اس سے سانس لینے میں مسئلہ ہو سکتا ہے اور گرمی لگنے کی وجہ سے بچہ بے چینی محسوس کر سکتا ہے۔
- تمباکو نوشی حاملہ خواتین اور بچے کے لئے نقصان دہ ہیں۔ خواہ وہ خود تمباکو نوشی کریں یا کمرے میں موجود کوئی دوسرا شخص۔ تمباکو کے دھوئیں سے SIDS کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔
- ایک خاص Crib (بچوں کا جھولے جیسا بستر) ملتا ہے جس کے 3 حصے بند اور ایک حصہ کھلا ہوتا ہے جو بیڈ کے ساتھ لگتا ہے۔ اس طرح بستر ماں سے الگ اور بچہ ماں کے ساتھ ہوتا ہے۔
- بچہ کروٹ لینے کے قابل ہو گیا ہو تو اسے بستر پر سلاتے ہوئے بچے کی دوسری طرف کوئی تکیہ لازمی رکھیے تاکہ بچے کے گرنے کا خطرہ نہ رہے۔
- گھر میں پالتو جانور جیسے بلی ہو تو اسے بچے کے پاس ہرگز نہ آنے دیجئے۔ کیونکہ بچے بہت حساس ہوتے ہیں، انہیں جانوروں سے جراثیم لگنے اور جانی نقصان کا خطرہ ہوتا ہے۔
- بڑی عمر کے بچے بستر پر سوتے اور کروٹ لیتے ہوئے اکثر پورے بستر پر گھومتے رہتے ہیں۔ جس سے نومولود کے لئے مسئلہ ہو سکتا ہے، اس لئے ایسے بچوں کا بستر نومولود سے الگ رکھئے۔
- بچے کو ایسی جگہ نہ لٹایئے جہاں سے اس کے گرنے کا خطرہ ہو مثلاً صوفے پر، کرسیوں کو جوڑ کر کہ ایسی صورت میں بچہ ذرا سی بے دھیانی اور پھسلن سے گر بھی سکتا ہے۔

ازواجِ مصطفیٰ

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

(قسط 4)

اُمُّ المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہُ عنہا کی مقدس زندگی اس خوبصورت و مہکتے ہوئے باغ کی طرح ہے جس کا ہر ہر پھول انتہائی خوشبو دار، باکمال و بے مثال ہے۔ آپ کی زندگی کے روشن و منور پہلوؤں میں سے ایک قابلِ رشک پہلو آپ کی سمجھ داری و عقل مندی بھی ہے۔ جیسا کہ سیرتِ ابنِ ہشام میں ہے: وَكَانَتْ خَدِيجَةُ امْرَأَةً حَازِمَةً شَرِيفَةً لَبِيبَةً یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا سمجھ بوجھ والی، بلند مرتبے والی اور عقل مند خاتون تھیں۔[1] زمانۂ جاہلیت ہو یا زمانۂ اسلام اُمُّ المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہُ عنہا کی سمجھ داری و عقل مندی کے واقعات پڑھ اور سُن کر عقلیں حیران اور دل آپ کی عقیدت و محبت اور عظمت پر قربان ہیں۔ آپ کے حالاتِ زندگی اگرچہ تفصیل سے تو ہمارے سامنے نہیں، مگر جو تھوڑے بہت معلوم ہیں وہ بھی کسی نہ کسی طرح حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے متعلق ہیں۔ چنانچہ اس اعتبار سے آپ کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو آپ کی سمجھ داری و عقل مندی پر جو چیز سب سے زیادہ دلالت کرتی ہے، وہ ہے آپ کا ہر معاملے میں حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ترجیح دینا۔ چنانچہ آپ نے حضور کو دو بار دیگر سردارانِ قریش پر ترجیح دی۔

پہلی بار حضور کو ترجیح دینا: زمانۂ جاہلیت میں آپ اپنا مالِ تجارت ملکِ عرب کے تاجروں کے ساتھ ملکِ شام بھیجتی تھیں، لیکن جوں ہی آپ کو رسولِ پاک صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سچائی، امانت داری، دیگر خوبیوں اور کمالات کا علم ہوا تو آپ نے قریش کے ماہر، مشہور اور تجربہ کار تاجر سرداروں کے مقابلے میں حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کا جو انتخاب فرمایا وہ بلاشبہ آپ کی سمجھ داری و عقل مندی پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ عام قریشی تاجروں کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس بظاہر مال و دولت تھا نہ تجارتی لین دین کے حوالے سے آپ کی کوئی خاص شہرت تھی اور نہ ہی اس سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہُ عنہا کا حضور سے کاروباری تعلق کا کوئی اِتفاق و تجربہ تھا، مگر پھر بھی انہوں نے حضور کو دُگنا معاوضہ دینے کی پیشکش کی اور پھر لوگوں نے دیکھا کہ آپ کا یہ انتخاب غلط نہ تھا، بلکہ آپ کو دیگر سالوں کے مقابلے میں اس بار کئی گنا زیادہ نفع حاصل ہوا۔ آپ کے اس انتخاب سے ہمیں یہ سیکھنے کو ملتا ہے کہ جس کو بھی کوئی ذمہ داری یا منصب دیا جائے تو اس کا مال دار، عمر رسیدہ یا مشہور ہونا نہ دیکھا جائے، بلکہ اس کا امانت دار اور اپنے کام سے مخلص ہونا ضروری ہے خواہ وہ غریب اور دوسروں سے کم عمر ہی ہو۔

دوسری بار حضور کو ترجیح دینا: اُمُّ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا کا دوسری مرتبہ حضور کو قریش کے تمام سرداروں پر ترجیح دینے کا فیصلہ اس وقت سامنے آتا ہے جب آپ نے حضور سے شادی کا فیصلہ فرمایا۔ آپ چونکہ توریت شریف کی عالمہ تھیں اور آپ کو حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بہت سی خوبیاں پہلے ہی معلوم ہو چکی تھیں، اس کے علاوہ آپ نے حضور کی کئی خوبیاں لوگوں کی زبانی بھی سن رکھی تھیں تو کئی خوبیوں

کا نظارہ خود اپنی آنکھوں سے بھی کیا تھا۔ چنانچہ آپ کو یقین تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہی اللہ پاک کے آخری نبی و رسول ہیں، لہٰذا ان کے دامنِ کرم سے وابستہ ہونا اللہ پاک کی رضا اور دونوں جہاں کی بھلائیاں پانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ لہٰذا انہوں نے یہ سعادتیں اپنے نام کرنے کا فیصلہ کیا تو اللہ پاک اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بھی انہیں شرفِ قبولیت عطا فرمایا۔

یاد رکھئے! اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ ذہن دیا ہے کہ والدین اپنے بچوں کی شادی کے لئے ایسے انسان کا انتخاب کریں جو دین داری اور اخلاق کے لحاظ سے اچھا ہو، صرف کسی کی امیری اور خوبصورتی کی وجہ سے اپنے بچوں کی شادی اس سے نہ کریں۔ مگر قربان جائیے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عقل مندی و سمجھ داری پر! آپ نے زمانۂ جاہلیت میں شادی کے لئے حضور کا جو انتخاب فرمایا تھا، وہ گویا بعد میں تمام مسلمانوں کے لئے راہ نما اُصول بن گیا۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے نکاح سے پہلے قریش کے بڑے بڑے سرداروں بلکہ قوم کے تمام افراد نے ہی آپ کو شادی کے لئے پیغامات بھجوانے کے ساتھ ساتھ مال و دولت بھی پیش کئے تھے۔ جیسا کہ مروی ہے: كُلُّ قَوْمِهَا كَانَ حَرِيصًا عَلَى نِكَاحِهَا لَوْ قَدَرَ عَلَى ذٰلِكَ قَدْ طَلَبُوْهَا وَ بَذَلُوْا لَهَا الْاَمْوَالَ قوم کے تمام اَفراد آپ سے نکاح کی خواہش رکھتے تھے کہ کاش! وہ اس کی قدرت رکھتے، وہ آپ کو شادی کی درخواست کر چکے تھے اور اس مقصد کے لئے آپ کو مال و زر بھی پیش کئے تھے۔[2] مگر اُمُّ المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کسی کا مال و دولت قبول کیا نہ کسی کے ساتھ شادی کے لئے راضی ہوئیں۔ کیونکہ آپ اللہ پاک کی عطا سے اچھی طرح جانتی و پہچانتی تھیں کہ وہ کس نیت و غرض سے آپ سے شادی کرنا چاہتے ہیں، لیکن جب ان کی نظر حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر پڑی تو آپ نے اپنی عقل مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سعادتوں کو اپنے نام کرنے کا فیصلہ کرنے میں ذرا بھی دیر نہ کی۔

حضور سے شادی کے بعد دانائی کی مثالیں

اُمُّ المومنین حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے شادی کے بعد آخری دم تک حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ رہیں اور آپ کے ساتھ رہنے کے اس عرصے کے جو واقعات و حالات ہم تک پہنچے ہیں ان کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے تقریباً 25 سال کا ایک لمبا عرصہ بڑی سمجھ داری و عقل مندی سے گزارا، یہی وجہ ہے کہ آپ کے انتقال کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم آپ کو یاد فرماتے اور آپ کا ذکرِ خیر فرماتے رہتے۔ آپ کی مبارک زندگی کا یہ ایک واقعہ ہی یہاں ذکر کرنا کافی ہوگا کہ جب حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا واقعہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے تو آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ اللہ پاک کی قسم! اللہ پاک کبھی آپ کو رُسوا نہ کرے گا۔ کیونکہ آپ رشتہ جوڑتے، کمزوروں کا بوجھ اُٹھاتے، محتاجوں کے لئے کماتے، مہمان نوازی کرتے اور راہِ حق میں مصیبتوں کو برداشت کرتے ہیں۔[3]

آپ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ یقیناً آپ کے علم و سمجھداری کو ظاہر کرتے ہیں، کیونکہ آپ کو اگرچہ پہلے سے علم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اس امت کے نبی ہیں، مگر آپ کب اعلانِ نبوت فرمائیں گے، اس وقت کا انتظار تھا، لہٰذا جب حضور نے وحی آنے کا تذکرہ فرمایا تو آپ فوراً جان گئیں کہ اب وہ وقت آگیا ہے، لہٰذا حضور کو حوصلہ دیا اور عام خواتین کی طرح اس بات کا ڈھنڈورا پیٹنے کے بجائے فوری طور پر مزید تصدیق کے لئے اپنے چچازاد بھائی وَرَقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو کہ آسمانی کتابوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ گویا آپ نے اپنے عمل سے بتادیا کہ جب بھی کوئی ایسا معاملہ زندگی میں پیش آئے تو فوری علم والوں سے رجوع کرنا چاہئے۔ اللہ کریم ہمیں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

---

(1) سیرتِ ابنِ ہشام، ص 76 (2) طبقات ابنِ سعد، 1/105 (3) بخاری، 1/7، حدیث: 3 ماخوذاً

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا صبر

اُمِّ سلمہ عطاریہ مدنیہ
ملیر کراچی

جب صحابیِ رسول حضرت عبدُ اللہ بن زُبیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو حَجاج نے انہیں سُولی پر لٹکا دیا۔ آپ کی والدہ حضرت اَسماء رضی اللہ عنہا آئیں اور حَجاج سے فرمایا: کیا اس سوار کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ وہ سواری سے اُتر آئے؟ اس پر حَجاج بولا: (معاذَ اللہ) یہ مُنافق تھا۔ اس دل دکھانے والے جملے کو سننے کے باوجود آپ نے رونے اور کوئی سخت جواب دینے کے بجائے صبر و برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے صرف اتنا فرمایا: اللہ پاک کی قسم! وہ مُنافق نہ تھا، بلکہ وہ تو بہت زیادہ روزے رکھنے والا اور بہت زیادہ نیک تھا۔[1]

سبحان اللہ! ہماری بزرگ خواتین میں صبر و برداشت، ہمت و حوصلہ اور جُرأت و بہادری کس قدر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کہ بیٹے کی شہادت اور ان کے پاک جسم کے ساتھ کئے جانے والے ظالمانہ سلوک کے باوجود رونے پیٹنے، چیخنے چلانے سمیت کوئی بھی غیر شرعی کام نہ کیا، بلکہ صبر و رضا کو تھامے رکھا اور ناشکری و بے صبری کو اپنے قریب بھی نہ آنے دیا۔

یاد رکھئے! ہمیں بعض اوقات بلاوجہ تنقید، بُرائی، جھوٹے الزامات اور ناپسندیدہ رویّوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کیونکہ تنقید برائے اصلاح تو بہت ہی کم ہوتی ہے، بلکہ جہاں واقعی ضروری ہو وہاں بھی ضرورت سے کہیں زیادہ تنقید کی جارہی ہوتی ہے جبکہ انداز بھی بالکل نامناسب اور سخت دل دکھانے والا ہوتا ہے۔ لہٰذا کبھی کبھار ایسے موقع پر ہم بہت زیادہ جذباتی ہو جاتی ہیں اور دل چاہتا ہے کہ فوری طور پر بدلہ لیا جائے، بھرپور جوابی کاروائی کی جائے اور سامنے والی کو اصلیت دکھائی جائے لیکن کئی بار اس طرح مسائل میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً ہمارا ہی سکون برباد نہیں ہوتا بلکہ دیگر افراد بھی متاثر ہوتے ہیں۔ ☆ رشتے اور تعلقات بھی خراب ہوتے ہیں جبکہ خود پر بھی پچھتاوا ہوتا ہے۔ ☆ اگر کچھ وقتی فائدہ ہو بھی جائے تب بھی گناہ تو نامۂ اعمال میں لکھ دیئے جاتے ہیں اور در حقیقت یہی بہت بڑا نقصان ہے۔

اگر ایسے موقع پر صبر کیا جائے تو سامنے والی کو اپنے کئے پر شرمندگی محسوس ہو گی۔ ☆ آپ کو دوسروں کی حمایت حاصل ہو گی اور ☆ ان شاء اللہ عزت کم ہونے کے بجائے مزید بڑھے گی۔ ☆ بالفرض ایسا نہ بھی ہو تب بھی آپ گناہوں سے تو محفوظ رہیں گی اور یہ کوئی چھوٹا فائدہ ہرگز نہیں۔ البتہ بعض اوقات جواب دینا واقعی ضروری ہوتا ہے، لہٰذا اچھے طریقے سے جواب دیا جائے۔ مثلاً اس وقت آپ بہت زیادہ غصے میں ہوں اور خطرہ ہو کہ جواب دینے سے گناہوں میں مبتلا ہو جائیں گی تو بعد میں اطمینان سے جواب دیجئے۔

اسی طرح اگر کوئی خاتون شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرے یا پھر علمِ دین حاصل کرنے کی ٹھان لے تو اس کی حوصلہ افزائی کرنے اور ہمت بڑھانے کے بجائے اُلٹا اس پر تنقید کی جاتی اور اس کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے اور اگر اس سے کوئی غلطی یا گناہ ہو جائے تو دیگر لوگوں کے مقابلے میں اس کی زیادہ مذمت کی جاتی اور اس کے عیبوں کو اچھالا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسے موقع پر صبر کرنا مشکل ضرور ہے، ناممکن نہیں! اس لئے جوابی کاروائی کرنے سے پہلے یہ خیال رکھیے کہ لوگ دینی ماحول سے بد ظن نہ ہوں بلکہ آپ کے مثبت رویے، سمجھ داری، برداشت اور اچھے برتاؤ کے سبب دین کے قریب آئیں۔ اس سے نہ صرف آپ دنیا میں کامیاب ہوں گی بلکہ ثوابِ آخرت کی بھی حق دار ہوں گی۔ جبکہ غصے میں آکر اینٹ کا جواب پتھر سے دینے اور ایسے رویوں سے تنگ آکر دوسروں کو سیدھے راستے پر لانے کے بجائے اُلٹا خود دینی ماحول سے دور ہو جانے میں دنیا و آخرت دونوں ہی کا نقصان ہے۔ اللہ پاک ہمیں صبر و برداشت جیسی پاکیزہ خوبیاں نصیب فرمائے اور ہمیں گناہوں سے محفوظ رکھے۔ اٰمین بجاہِ خاتمِ النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

[1] الاستیعاب، 3/42 ملخصاً

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی*

* شیخ الحدیث و مفتی دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

1 غیر مردوں کی موجودگی میں نماز پڑھتے ہوئے منہ ڈھانپنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ عورت کی نماز کا وقت ایسی جگہ ہو گیا کہ جہاں اجنبی لوگ موجود ہیں تو کیا وہ چہرہ ڈھانپ کر نماز پڑھ سکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کے لیے اجنبی لوگوں سے ہٹ کر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو اجنبی لوگوں کی موجودگی میں چہرہ ڈھانپ کر نماز پڑھ سکتی ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 عائزہ نام رکھنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بچی کا نام "عائزہ" رکھنا کیسا ہے اور اس کا معنیٰ کیا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عائزہ "عوز" سے مونث اسمِ فاعل کا صیغہ ہے، جس کا معنیٰ "محتاج اور ناکام عورت" ہے، اس لیے بچی کا نام عائزہ" رکھنا درست نہیں ہے کیونکہ برے معنیٰ والے نام رکھنا ممنوع ہے۔ بہتر یہ ہے کہ بچی کا نام صحابیات اور اللہ پاک کی نیک بندیوں میں سے کسی ایک کے نام پر رکھا جائے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 تکونی اسکارف پہن کر نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کا تکونی اسکارف کو اس طرح پہن کر نماز پڑھنا کہ اسکارف کے دونوں پلوؤں کو گردن پر سیفٹی پن کے ساتھ ملا لیا جائے اور اس کے دونوں کنارے سینے پر لٹکتے ہوں، کیا یہ صورت سَدل میں آئے گی؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بیان کی گئی صورت میں جب دونوں پلوؤں کو سیفٹی پن لگا کر ملا دیا تو یہ سدل سے نکل گیا کیونکہ چادر، مفلر وغیرہ جو کپڑے اُوڑھے جاتے ہیں، پہنے نہیں جاتے ان میں سدل کی تعریف میں دونوں پلوؤں کو ملائے بغیر لٹکانے کی قید ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

4 کنیت کی شرعی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کنیت رکھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مرد و عورت، دونوں کے لیے کنیت رکھنا مستحب ہے، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ایک سے زائد کنیتیں تھیں اور آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام صحابۂ کرام رضوانُ اللہِ علیہم اجمعین کی کنیتیں رکھا کرتے تھے اور اچھی کنیت سے پکارنے کو پسند فرماتے تھے۔ بہتر یہ ہے کہ اولاد میں سے سب سے بڑے بیٹے کے نام پر اور بیٹا نہ ہو تو بڑی بیٹی کے نام پر کنیت رکھی جائے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

وٹہ سٹہ

بہت سے لوگوں میں یہ طریقہ رائج ہے کہ جب اپنے بچوں کا رشتہ کرتے ہیں تو وٹہ سٹہ کی صورت میں کرتے ہیں، یعنی جس خاندان میں اپنی لڑکی بیاہتے ہیں اسی گھر کی لڑکی سے اپنے بیٹے وغیرہ کا رشتہ بھی جوڑ دیتے ہیں، اسے بدلے کی شادی بھی کہا جاتا ہے۔ وٹے سٹے کی شادی اگرچہ جائز ہے، مگر اس طرح کی شادیوں میں بسا اوقات دونوں جانب یا کسی ایک کے کچھ نہ کچھ ایسے مقاصد ہوتے ہیں، جو بسا اوقات نہیں بلکہ اکثر اوقات خرابیوں کا باعث بنتے ہیں، لہٰذا ایسی شادیوں سے بچنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اگر ایسی ہی کسی آمنے سامنے کی شادی میں کوئی شخص اپنی لڑکی (بیٹی، بہن، بھتیجی وغیرہ) کے حق مہر کے بدلے یہ شرط لگا دے کہ دوسرا خاندان اپنی کسی لڑکی (بیٹی، بہن، بھتیجی وغیرہ) کا نکاح ان کے خاندان میں کر دے تو یہ درست نہیں، یعنی یہ کہا جائے کہ دونوں لڑکیوں کو حق مہر نہیں دیا جائے گا، بلکہ یہ لڑکیاں ہی ایک دوسرے کا حق مہر ہوں گی تو یہ جائز نہیں یا پھر دونوں طرف ایک جتنا حق مہر رکھ کر کہا جائے کہ ایک دوسرے سے نہ لیا جائے، مثال کے طور پر دونوں لڑکیوں کا حق مہر دو دو ہزار مقرر کیا جائے مگر بعد میں کہہ دیا جائے کہ "لینے دینے کی ضرورت نہیں برابر ہی ہے "یوں کرنا بھی درست نہیں۔

یاد رکھئے! ایک کا نکاح دوسرے کے نکاح کا مہر ہو اس کے علاوہ اور کوئی مہر نہ ہو، اسے شریعت میں نکاحِ شغار کہتے ہیں اور نکاحِ شغار سے حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔[1] البتہ! خیال رہے کہ اگر یہ نکاح آپس میں ایک دوسرے کا مہر نہ ہوں صرف نکاح بشرطِ نکاح ہو تو بالاتفاق جائز ہے، جیسا کہ پنجاب میں عام طور پر ہوتا ہے کہ آمنے سامنے رشتہ لیا جاتا ہے (اور نکاح کے وقت حق مہر بھی ادا کیا جاتا ہے)۔ لیکن اگر کسی نکاح کا مہر نہ ہو، ہر نکاح دوسرے نکاح کا مہر ہو تو امام شافعی کے ہاں دونوں نکاح فاسد ہیں، ہمارے ہاں دونوں نکاح درست ہیں، یہ شرط فاسد ہے (یعنی درست نہیں) ہر لڑکی کو مہر مثل ملے گا (یعنی اتنا مہر دیا جائے گا جو ان کے خاندان کی دیگر لڑکیوں کو دیا جاتا ہے)۔[2]

وٹے سٹے کی شادیوں کا رواج پاکستان کے علاوہ جنوبی بھارت، چین اور مغربی افریقہ کے کئی ممالک میں عام ہے، بلکہ ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان کے دیہی علاقوں میں ہونے والی ہر تین شادیوں میں سے ایک وٹہ سٹہ کے تحت ہوتی ہے۔ وٹے سٹے کی ان شادیوں کے جہاں نقصانات ہیں وہیں بعض لوگ انہیں فائدے والی بھی جانتے ہیں۔ یہاں دونوں طرح کے لوگوں کی چند باتیں ذکر کی جارہی ہیں:

وٹے سٹے کی شادیوں کے فوائد

پاکستان کے دیہی علاقوں میں کی گئی ایک تحقیق کے مطابق وٹے سٹے کی شادی مخصوص حالات میں خواتین کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔

بعض لوگوں کی یہ سوچ ہے کہ جب تک روزگار، تعلیم اور عورتوں کے برابر حقوق سے متعلق آگاہی نہیں ہوتی، تب تک شادی شدہ عورتوں کے تحفظ کے لیے وٹہ سٹہ ایک فائدہ مند رواج ہے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ شاید ماں باپ اپنے بچوں کی قسمتیں ایک دوسرے کے ساتھ اس لئے باندھ دیتے ہیں کہ اس میں خاندانی اور معاشی مجبوریاں بھی شامل ہیں۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ دیہاتی خواتین کو اس رواج سے فائدہ ہی ہو رہا ہے، نقصان نہیں۔

بعض لوگوں کا یہ بھی ماننا ہے کہ شادی کی ناکامی کو جانچنے کے لیے علیحدگی، خاندانی تشدد اور بیوی کی ذہنی صحت کو معیار بنایا گیا ہے اور ان تینوں عوامل کے حوالے سے وٹے سٹے کی شادیاں عام شادیوں سے زیادہ کامیاب ثابت ہو رہی ہیں کہ ان میں علیحدگی کا امکان روایتی شادیوں کے مقابلے میں 65 فیصد کم ہے، گھریلو تشدد 46 فیصد کم، ڈپریشن و دوسرے ذہنی امراض 56 فیصد کم دیکھنے میں آئے۔

وٹے سٹے کی شادیوں کے نقصانات

وٹے سٹے کی شادیوں میں کئی طرح کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ اگر ایک طرف کی لڑکی کے ساتھ زیادتی ہوئی تو اس کا بدلہ دوسری طرف کی لڑکی سے لیا جاتا ہے، اگرچہ اس کا کوئی قصور نہ ہو۔

اسی طرح اگر شادی کے بعد دونوں جوڑوں میں سے ایک کی آپس میں نہ بن آئے تو دونوں گھر تباہ ہو جاتے ہیں اور پھر وہی خاندان جو محبتوں اور چاہتوں کے خواب لیے ایک دوسرے کے قریب آئے تھے ایک دوسرے کے جانی دشمن بن جاتے ہیں اور اگر ایک لڑکی کو کسی بھی وجہ سے طلاق ہوتی ہے تو دوسری کو بھی بغیر کسی سبب کے طلاق دے دی جاتی ہے، یوں وہ لڑکی جس کا کوئی نقصان نہیں تھا، بلاوجہ اس کو بھی نقصان کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے، یعنی حقیقت کو نہیں دیکھا جاتا، بس عمل کا ردِّ عمل ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح ایک لڑکی کی زندگی اس کی بُری حرکتوں کی وجہ سے تباہ ہوتی ہے تو دوسری طرف ایک بے گناہ لڑکی کی زندگی جان بوجھ کر تباہ کر دی جاتی ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے، اسلام میں اس کی بالکل بھی گنجائش نہیں کہ کسی پر بھی ظلم کیا جائے یا کسی پر غصہ آنے کی صورت میں اس کی سزا کسی اور کو دے دی جائے۔

ایک تحقیق کے مطابق اس قسم کی شادیوں میں دونوں گھرانوں کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان میں سے کچھ یہ بھی ہیں: ☆ شادی کی رسومات سے لے کر بچوں کی پیدائش تک ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا پڑتا ہے ☆ جہیز کے معاملات میں ترازو ☆ شادی کے موقع پر کیے جانے والے اخراجات میں توازن ☆ غرض یہ کہ ہر معاملے میں دونوں خاندانوں کو ہم پلہ ہو کر اخراجات کرنے ہوتے ہیں۔ اگر کسی بھی جانب سے تھوڑی سی کمی بیشی ہو جائے تو عمر بھر طعنہ زنی کی جاتی ہے۔ بلکہ اس معاملے میں بسا اوقات یہاں تک بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ فریقین نے اپنی اپنی لڑکی کو جہیز وغیرہ میں جو مشین دی ہوتی ہے ان میں سے کسی ایک کی مشین کسی وجہ سے خراب ہو جائے تو اسے یوں بھی طعنہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے تو اپنی لڑکی کو فلاں کمپنی کی چیز دی تھی جو آج بھی چل رہی ہے مگر تمہارے والدین نے یہ گھٹیا چیز دی جو اتنی جلدی خراب ہو گئی۔ حالانکہ الیکٹرونکس کی چیزیں چاہے کسی بھی کمپنی کی ہوں، کب خراب ہو جائیں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ وٹے سٹے کی شادیاں اگرچہ جائز ہیں مگر ہمیں چاہئے اس معاملے میں خرابیوں سے بچیں اور ان باتوں کا خیال رکھیں: ☆ دونوں جانب سے کسی پر بھی ظلم و ستم نہ کیا جائے ☆ ایک دوسرے کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھا جائے ☆ اچھے انداز میں سمجھانے اور تربیت کا سلسلہ ہو ☆ چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو نظر انداز کر دیا جائے ☆ لگائی بجھائی والے کاموں سے پرہیز کیا جائے ☆ بدگمانیوں سے دل کو پاک کر کے ایک دوسرے کے لئے اچھا گمان رکھا جائے۔

ان باتوں کا خیال رکھنے کی برکت سے ان شاء اللہ معاملات آسان ہوتے چلے جائیں گے۔

---

❶ بخاری، 3/436، حدیث: 5112 ❷ مراٰۃ المناجیح، 5/34

حسنِ ظن

بنتِ منصور
نیول کالونی کراچی

ہمارا پیارا دینِ اسلام ہمیں نہ صرف گھریلو زندگی کے آداب سکھاتا ہے بلکہ معاشرتی زندگی کے حوالے سے بھی ہماری رہنمائی فرماتا اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے، انہی حقوق کی ادائیگی میں اہم کردار ادا کرنے والی ایک عادت ایک دوسرے کے متعلق حُسنِ ظن یعنی اچھا گمان رکھنا بھی ہے۔ جب ہم کسی کے متعلق اچھا گمان رکھیں گی اور بُرا نہ سوچیں گی تو پھر ہمارا اس کے ساتھ خیر خواہی و بھلائی کا تعلق بھی مضبوط ہو گا۔ چنانچہ حُسنِ ظن کی انہی خوبیوں کی وجہ سے اسلام نے ہمیں بدگمانی سے بچنے اور حُسنِ ظن اختیار کرنے کی تاکید فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ جب اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا پر منافقین نے تہمت لگائی تو بعض مسلمان بھی ان کے دھوکے میں آکر بدگمانی کا شکار ہوگئے، لہٰذا اللہ پاک نے آپ کی پاک دامنی کی گواہی خود دی اور بدگمانی کا شکار ہونے والے ایسے مسلمانوں سے ارشاد فرمایا: لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ (پ18، النور:12) ترجمہ کنزالعرفان: ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ بہتان سنا تو مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اپنے لوگوں پر نیک گمان کرتے۔ یعنی مسلمانوں کو ادب سکھاتے ہوئے فرمایا: ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ بہتان سنا تو مسلمان مرد اور عورتیں اپنے لوگوں پر نیک گمان کرتے کیونکہ مسلمان کو یہی حکم ہے کہ وہ مسلمان کے ساتھ نیک گمان کرے کہ بدگمانی ممنوع ہے۔[1]

حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے بھی حُسنِ ظن رکھنے کے حوالے سے ہماری خوب تربیت فرمائی ہے۔ مثلاً ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کعبے کو مُخاطب کر کے اِرشاد فرمایا: تُو خُود اور تیری فضا کتنی اچھی ہے! تُو کتنی عظمت والا ہے اور تیری حُرمت کتنی عظیم ہے! اُس ذاتِ پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قُدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم) کی جان ہے! اللہ پاک کے نزدیک مومن کی جان ومال اور اُس سے اچھا گمان رکھنے کی حُرمت تیری حُرمت سے بھی زِیادہ ہے۔[2] اسی طرح ایک روایت میں حُسنِ ظن کو ایمان کا حصّہ[3] قرار دیا تو ایک روایت میں ہے کہ حُسنِ ظن ایک اچھی عبادت ہے۔[4] یعنی مسلمانوں سے اچھا گُمان کرنا، ان پر بدگُمانی نہ کرنا یہ بھی اچھی عبادات میں سے ایک عبادت ہے۔[5]

یاد رہے! جس طرح اللہ پاک کے ساتھ اچھا گمان کرنا واجب اور بُرا گمان کرنا ممنوع و حرام ہے۔[6] اسی طرح مومن کے فعل یا بات میں اچھا گمان کرنا، یعنی اس کے قول و فعل کو حتّی الامکان حُسنِ ظن پر محمول کرنا واجب ہے۔[7] لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اللہ پاک اور مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ

اچھا گمان ہی رکھیں۔ ربِ کریم سے اچھا گمان یہ ہے کہ اس کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوا جائے اور بندوں سے اچھا گمان یہ ہے کہ ان کے متعلق کبھی بدگمانی کو دل میں جگہ نہ دی جائے۔ مگر افسوس! ہم نے حُسنِ ظن کی جگہ اپنے دل میں بدگمانی کو بٹھا رکھا ہے اور اس کی مثالیں معاشرے میں عام ہیں۔ مثلاً ☆ اگر بہو مصلّے پر بیٹھ کر دُرُود شریف یا تسبیحات وغیرہ پڑھتی ہو تو ساس کہتی ہے: یہ ہم لوگوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکتی ہے، دیکھو مصلے سے ہٹتی ہی نہیں ہے، یہ جادو کر رہی ہے، نماز میں سجدے میں جاکر ہم کو بددعائیں دیتی ہے اور اگر اس بے چاری نے ان کو دیکھ لیا یا ان کی طرف دیکھ کر سانس لے لیا تو بولتی ہیں ہم پر دَم کر رہی ہے۔[8] ☆ اگر کسی کو چند بار لگاتار واٹس ایپ یا کال کریں اور جواب نہ ملے تو بعض خواتین بدگمان ہونے لگتی ہیں کہ فلاں میں تکبر آگیا ہے یا جان کر نہیں اٹھا رہی، یا جواب نہیں دے رہی۔ ☆ شوہر اپنی ماں یا بہنوں کے پاس بیٹھا ہو تو جو بدگمانیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے وہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔

حُسنِ ظن کے دینی اور دنیاوی فوائد: حُسنِ ظن رکھنے والی کو دنیاوی اور دینی بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں: ☆ اسے اللہ پاک اور سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رضا حاصل ہوتی ہے ☆ وہ مسلمان کا دل دکھانے اور کئی گناہوں سے بچ جاتی ہے کہ اگر بدگمانی کا اظہار کر دیا تو اس کا دل دکھنے کا بہت خطرہ ہے اور بلا اجازتِ شرعی مسلمان کا دل دکھانا حرام ہے ☆ حُسنِ ظن کے سبب وہ ٹوہ سے بچ جاتی ہے کیونکہ دل صرف گمان پر صبر نہیں کرتا بلکہ تحقیق چاہتا ہے جس کی وجہ سے ٹوہ میں جا پڑتی ہے جبکہ مسلمانوں کے گناہ کی ٹوہ میں رہنا بھی ممنوع ہے ☆ حُسنِ ظن کی عادت اپنانے سے دلی سکون حاصل ہوتا اور باطنی امراض مثلاً بغض و حسد وغیرہ سے بچا جاسکتا ہے ☆ حُسنِ ظن رکھنے والی خوش اخلاق ہوتی ہے ☆ دوسری خواتین اس سے قریب ہوتی ہیں ☆ اس کے ذریعے دوسری خواتین کی عزت محفوظ ہو جاتی ہے ☆ اچھا گمان رکھنا نیکیوں کی طرف راغب ہونے کا بھی سبب بنتا ہے۔

حُسنِ ظن کی عادت کیسے بنائیں؟ (1) سب سے پہلے تو رب کی بارگاہ میں دعا کیجئے کہ اللہ پاک حُسنِ ظن کی توفیق عطا فرمائے کہ جب رب کی رحمت شاملِ حال ہوگی تو خود بخود آسانی ہوگی۔ (2) جب بھی کسی کے لیے دل میں بدگمانی آئے تو فوراً توبہ کیجئے اور اس کے لئے بھلائی کی دعا کریں نیز اس کی عزت میں اضافہ کیجئے کہ اس طرح کرنے سے شیطان کو غصہ آئے گا اور وہ بھاگ جائے گا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب تمہارے دِل میں کسی مسلمان کے متعلق بدگُمانی آئے تو تمہیں چاہیے کہ اس کی رِعایت (یعنی عزّت و آؤ بھگت وغیرہ) میں اِضافہ کردو اور اس کے لئے دُعائے خَیر کرو، کیونکہ یہ چیز شیطان کو غُصّہ دِلاتی ہے اور اُسے (یعنی شیطان کو) تم سے دُور بھگاتی ہے، یُوں شیطان دوبارہ تمہارے دِل میں بُرا گُمان ڈالتے ہوئے ڈرے گا کہ کہیں تم پھر اپنے بھائی کی رِعایت اور اس کے لئے دعائے خَیر میں مشغول نہ ہو جاؤ۔[9] (3) اپنی اصلاح کی کوشش کیجئے کہ جو خود نیک ہو دوسروں کے بارے میں بھی نیک گمان رکھتی ہے۔ (4) دوسروں کی اچھائیوں پر نظر رکھیے کہ اس سے بھی حُسنِ ظن قائم رکھنا آسان ہو جاتا ہے۔ (5) اچھی صحبت اپنانے سے اس کے مثبت اثرات ہم پر واقع ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر حُسنِ ظن رکھنے والیوں کے ساتھ رہیں گی تو حُسنِ ظن رکھنے والی بن جائیں گی۔

ہمیں ہر ایک سے اچھا گمان رکھنا چاہیے اور خود بھی ایسے افعال سے بچنا چاہئے کہ لوگ ہم سے بدگمان نہ ہوں کہ حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اصحابِ رسول میں سے میرے بعض بھائیوں نے مجھے لکھ کر بھیجا ہے کہ اپنے مُسلمان بھائی کے کام کو اچھی صُورت پر خیال کرو، جب تک اس کے خلاف کوئی دلیل غالب نہ ہو جائے اور کسی مسلمان بھائی کی زبان سے نکلنے والے کلمے کو اس وَقت تک بُرا گُمان نہ کرو، جب تک کہ تم اسے کسی اچھی صُورت پر خیال کر سکتے ہو اور جو خود اپنے آپ کو تُہمت کے لئے پیش کرے، اسے اپنے علاوہ کسی کو ڈانٹنا نہیں چاہیے۔[10] اللہ پاک ہمیں حُسنِ ظن رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

❶ تفسیر صراط الجنان، 6 / 593 ❷ ابن ماجہ، 4 / 319، حدیث: 3932 ❸ تفسیر روح البیان، 9 / 84 ❹ ابوداود، 4 / 387، حدیث: 4993 ❺ مراٰۃ المناجیح، 6 / 621 ❻ فتاویٰ رضویہ، 5 / 324 ماخوذاً ❼ تفسیر خزائن العرفان، ص 930 ملخصاً ❽ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1 / 400 ❾ احیاء العلوم، 3 / 187 ❿ شعب الایمان، 6 / 323، حدیث: 8345

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ دو مضمون 40ویں تحریری مقابلے سے منتخب کرکے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کئے جارہے ہیں)

بنتِ منوّر حُسین عطّاریہ
(درجۂ دورۂ حدیث، جامعۃُ المدینہ گرلز گلبہار سیالکوٹ)

بدگمانی سے مُراد یہ ہے کہ بلا دلیل دوسرے کے بُرے ہونے کا دل سے اعتقادِ جازم (یعنی یقین) کرنا۔[1]

مفتی نعیمُ الدین مُراد آبادی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: مومنِ صالح کے ساتھ بُرا گمان ممنوع ہے، اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنٰی مراد لینا باوجود یہ کہ اس کے دوسرے صحیح معنٰی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو، یہ بھی گمانِ بد میں داخل ہے۔ سُفیان ثَوری رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: گمان دو طرح کا ہے: ایک وہ کہ دل میں آئے اور زبان سے بھی کہہ دیا جائے، یہ اگر مسلمان پر بدی کے ساتھ ہے تو گناہ ہے۔ دوسرا یہ کہ دل میں آئے اور زبان سے نہ کہا جائے، یہ اگرچہ گناہ نہیں مگر اس سے بھی دل خالی کرنا ضروری ہے۔[2]

گمان کی کئی قسمیں ہیں: واجب: اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا۔ مستحب: نیک مومن کے ساتھ نیک گمان۔ ممنوع حرام: اللہ پاک کے ساتھ بُرا گمان کرنا اور مومن کے ساتھ بُرا گمان کرنا۔ جائز: سرِ عام گناہ کرنے والے کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے کام اس سے ظاہر ہوتے ہوں۔[3]

بدگمانی کی مَذمّت احادیث میں بھی آئی ہے۔ چند فرامینِ مصطفٰے آپ بھی پڑھئے: (1) جس نے اپنے بھائی کے متعلق بدگمانی کی بیشک اس نے اپنے رب سے بدگمانی کی کیونکہ قرآنِ پاک میں ہے: اِجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ (پ26، الحجرات: 12) ترجمہ کنز الایمان: بہت گمانوں سے بچو۔[4] (2) بدگمانی سے بچو بے شک بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔[5] (3) مسلمان کا خون، مال اور اس سے بدگمانی (دوسرے مسلمان پر) حرام ہے۔[6] (4) میری امت میں تین چیزیں لازماً رہیں گی: بدفالی، حسد اور بدگمانی۔ عرض کی گئی: یارسولَ اللہ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم! جس شخص میں یہ تین عادتیں ہوں وہ ان کی کس طرح روک تھام کرے؟ ارشاد فرمایا: جب تم حسد کرو تو اللہ سے اِستغفار کرو اور جب تم کوئی بدگمانی کرو تو اس پر جمے نہ رہو اور جب تم بدفالی نکالو تو اس کام کو کرلو۔[7] اس حدیثِ پاک میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ تینوں عادتیں دل کی بیماریوں میں سے ہیں جن کا علاج ضروری ہے جو کہ حدیث میں بیان کر دیا گیا ہے۔ بدگمانی سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ دل یا اعضاء سے اس کی تصدیق نہ کرے۔ دل کی تصدیق سے مراد ہے کہ اس گمان کو دل پر جمالے اور اسے ناپسند بھی نہ جانے اور اس (دلی تصدیق) کی

علامت یہ ہے کہ بدگمانی کرنے والا اس بُرے گمان کو زبان سے بیان کر دے۔[8]

امیرِ اہلِ سنت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: حُسنِ ظن میں کوئی نقصان نہیں اور بدگمانی میں کوئی فائدہ نہیں۔

بدگمانی کا حکم: دل میں کسی کے متعلق بُرا گمان آتے ہی اسے گنہگار قرار نہیں دیا جائے گا کیونکہ صرف دل میں بُرا خیال آنے کے سبب سزا کا حق دار ٹھہرانے کا مطلب کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنا ہے اور یہ بات خلافِ شریعت ہے۔ اللہ پاک کا فرمان ہے: لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (پ3، البقرۃ:286) ترجمہ کنزالایمان: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔[9]

بدگمانی سے بچنے کے طریقے: بدگمانی کی ہلاکت خیزیوں سے بچنے کیلئے ہمیں چاہئے کہ اس باطنی مرض کے علاج کیلئے عملی کوششیں کرتے ہوئے: ☆اپنے مسلمان بہن، بھائیوں کی خوبیوں پر نظر رکھیں ☆بُری صحبت سے بچتے ہوئے اچھی صحبت اختیار کریں ☆خود بھی نیک بنیں تاکہ دوسرے بھی نیک نظر آئیں ☆بدگمانی کے عذاب سے خود کو ڈرائیں ☆کسی کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو تو اپنے لئے دعا کریں۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے صدقے ہمیں ایک دوسرے سے حُسنِ ظن رکھنے اور بدگمانی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری بلاحساب مغفرت فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

بنتِ ارشد

(معلمہ فیضان آن لائن اکیڈمی بہاول پور)

بدگمانی کرنا ایک ناپسندیدہ عمل ہے، اسی لئے اسلام نے اس سے منع فرمایا ہے، اللہ پاک قرآن کریم میں بدگمانی کی مذمت اور اس سے بچنے کا حکم یوں ارشاد فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘-اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (پ26، الحجرات:12) ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔

بدگمانی گویا محبتوں اور رشتوں کا قتل کرنا ہے، بدگمانیوں سے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے اور بستے گھر ٹوٹ جاتے ہیں۔ اگر کوئی خاتون کسی کے بارے میں کسی بھی معاملے میں بدگمان ہو جائے تو اسے چاہئے کہ معافی تلافی کرے اور ایسے کاموں سے بچے جس سے لوگ بدگمان ہوں نیز لوگوں کو گناہوں سے بچائے۔ بدگمانی سے طبیعت بے چین رہتی ہے اور صحت پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے، اس لئے ہمیں اپنی زندگی اللہ پاک کی فرمانبرداری کرتے ہوئے گزارنی چاہئے، بلا ثبوت کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی کرنا، بلاوجہ کسی کو اپنا دشمن سمجھ لینا، اس کی ہر بات اور ہر کام کو دشمنی خیال کرنا بُری بات ہے کہ یہ لڑائی اور فساد کی بنیاد ہے۔ کئی عورتوں کو بلاوجہ شک ہوتا رہتا ہے کہ کسی نے مجھ پر جادو کروایا ہے، اگر گھر میں کوئی بیمار ہو جائے تو بدگمانیاں کرنا شروع کر دی جاتی ہیں، یہ بھی ممنوع ہے۔

یاد رہے! ظن دو قسم کا ہوتا ہے: حُسنِ ظن یعنی کسی مسلمان سے اچھا گمان کرنا اور سوئے ظن یعنی کسی مسلمان سے بُرا گمان کرنا۔[10] یعنی بلا دلیل دوسرے کے بُرا ہونے کا دل سے یقین کرنا بدگمانی کہلاتا ہے۔[11]

حسنِ ظن کا حکم: ہر عاقل و بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے کہ اللہ پاک، انبیائے کرام اور تمام مومنین سے حُسنِ ظن یعنی اچھا گمان رکھے۔

بدگمانی کا حکم: اس کی چار صورتیں بنتی ہیں: 1-مباح: ایسی بدگمانی کہ نہ کرنے کی صورت میں نقصان پہنچنے کا یقین حاصل ہو ایسی بدگمانی مباح ہے۔ مثال کے طور پر اپنے پارٹنرز کی حرکات پر بدگمان ہو کر نقصانات سے بچنے کیلئے احتیاطی تدابیر کرنا۔ 2-مستحب: ایسی بدگمانی کہ سامنے والا کسی ایسی حرکات میں مبتلا ہو کہ حُسنِ ظن رکھنا ناممکن ہو۔ مثلاً کسی شخص کا سرِ عام گناہوں میں مبتلا ہونا جیسے کسی کو بدکاری کے اڈوں سے نکلتے دیکھنا، یا شراب کی دکان سے نکلتے ہوئے دیکھنا۔ 3-حرام: بغیر کسی شرعی وجہ کے مومنین سے سوئے ظن رکھنا۔ قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں ایسی بدگمانی کی مذمت بیان ہوئی ہے۔ 4-کفر: اللہ پاک یا اس کے رسولوں کے بارے میں بدگمانی کرنا کفر ہے، جیسے کسی آزمائش کے وقت اللہ پاک کو ظالم یا غیر مُنصِف ہونے کا گمان کرنا۔ معاذاللہ[12]

---

(1) شیطان کے بعض ہتھیار، ص32 (2) خزائن العرفان، ص950 ملخصاً (3) خزائن العرفان، ص950 ملخصاً (4) کنزالعمال، جزء:3، 2/199، حدیث:7584 (5) بخاری، 3/446، حدیث:5143 (6) شعب الایمان، 5/297، حدیث:6706 (7) معجم کبیر، 3/228، حدیث:3227 (8) فیض القدیر، 3/401، تحت الحدیث:3465 (9) بدگمانی، ص18 ملخصاً (10) بدگمانی، ص13 ملخصاً (11) فیض القدیر، 3/157، تحت الحدیث:2901 ماخوذاً (12) بدگمانی، ص15 تا 18 ملخصاً

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کا سلسلہ جامعات کی معلمات، ناظمات اور تنظیمی ذمہ داران کے بارہویں تحریری مقابلے میں موصول ہونے والے 5 مضامین کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
قرآن بُرائیوں سے روکتا ہے	2	حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا حلم وبُردباری	3	جانوروں پر ظلم کے خاتمے میں خواتین کا کردار	0

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: کراچی: محمود آباد: بنتِ سہیل مغل۔ لاہور: نشاط کالونی: بنتِ اقبال مدنیہ۔ ترنڈہ سوائے خان: بنتِ محمد سچل۔ سیالکوٹ: گلبہار: اُمِّ حبیبہ۔ کوٹری: چمنِ عطار: بنتِ ریاض۔

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا حلم وبُردباری

بنتِ محمد اقبال (نائب ناظمہ جامعۃ المدینہ گرلز نشاط کالونی، لاہور)

اللہ پاک نے انسانوں کی ہدایت کیلئے بہت سے انبیائے کرام علیہمُ السّلام کو بھیجا اور سب سے آخر میں اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بھیج کر اپنے دین کو مکمل فرما دیا اور اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو جن بہترین صفات و معجزات کا پیکر بنا کر بھیجا ان صفات میں سے ایک صفت **حِلم وبُردباری** بھی ہے۔

دعوتِ حق کے کچھ درجے مشکل ہوتے ہیں اور کچھ آسان۔ یہ ایک ایسی بہترین صفت ہے جو دعوتِ اسلام دینے والے کے لئے اس قدر اہم و ضروری ہے کہ اس سے بہت سے معاملات آسان ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ حلم و بُردباری کا مطلب ہی زیادتی برداشت کرنا ہے۔ جیسا کہ اُمُّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ فرماتی ہیں: حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہ لیتے، مگر جب اللہ پاک کے احکام کی خلاف ورزی کی جاتی تو اللہ پاک کی خاطر اس کا انتقام لیتے تھے۔[1] حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مکے والوں میں سے 80 افراد نمازِ فجر کے وقت تنعیم کے پہاڑوں سے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ علیہمُ الرّضوان کو شہید کرنے کے لئے اُترے تو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں پکڑ کر قیدی بنالیا، پھر آزاد فرما دیا۔[2]

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زندگی کے ایسے بے شمار واقعات ہیں جن میں حِلم وبُردباری کی جھلک واضح ہے۔ گویا بُردباری ایک ایسی حالت کا نام ہے جو رنج و مصیبت کے وقت اپنی جان کو روک لے اور برداشت کرلے۔ یہ صبر کا ہم معنیٰ ہے۔

ایک موقع پر جب ابو سفیان گرفتار کر کے لائے گئے تو حضور نے انہیں بھی معاف کر دیا۔ وہ ابو سفیان جنہوں نے

مختلف قبیلوں کو جمع کر کے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر چڑھائی کی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے کئی صحابہ کرام کو شہید کر دیا تھا، ان کو معاف کرنے کے ساتھ ان سے نرمی سے کلام کیا اور فرمایا: اے ابو سفیان! افسوس! کیا ابھی تم پر وہ وقت نہیں آیا کہ تم جان لو کہ میں اللہ پاک کا رسول ہوں؟ ابو سفیان نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ سب سے زیادہ رشتہ جوڑنے والے، بُردبار اور مہربان ہیں۔[3] گویا آپ کے دشمن بھی آپ کے حِلم و بُردباری کی وجہ سے اسلام میں داخل ہو گئے۔ آپ کی یہی خوبی حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ کے بھی اسلام لانے کا سبب بنی۔ چنانچہ جب اللہ پاک نے زید بن سعنہ کی ہدایت کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے کہا: میں نے جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک چہرے کو دیکھا تو اسی وقت آپ میں نبوت کی تمام نشانیاں پہچان لیں، البتہ دو نشانیاں ایسی تھیں جن کی مجھے خبر نہ تھی (کہ وہ آپ میں ہیں یا نہیں) ایک یہ کہ آپ کی بُردباری آپ کے غضب پر سبقت لے جاتی ہے اور دوسری یہ کہ آپ کے ساتھ جتنا زیادہ جہالت کا برتاؤ کیا جائے آپ کی بُردباری اتنی ہی بڑھتی جائے گی۔ میں موقع کی تلاش میں رہا تاکہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بُردباری دیکھ سکوں۔ بے شک میں نے یہ دونوں نشانیاں آپ میں پالی ہیں، پھر آپ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔[4]

اسی طرح طائف والوں نے اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ جو سلوک کیا، آپ انہیں اچھی طرح جانتے تھے، مگر جب طائف والے پتھر برسا رہے تھے تب بھی حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ان کی ہدایت کے لئے دعا مانگ رہے تھے۔[5]

آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زندگی روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا بلکہ ناپسندیدہ باتوں پر بھی صبر کیا اور حلم و بُردباری کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ اسی لئے ربِّ کریم نے قرآنِ کریم میں فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ21، الاحزاب:21) ترجمہ کنز العرفان: بیشک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سیرت ہمارے لئے زندگی کے ہر شعبے میں بہترین نمونہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں سیرتِ رسول پر عمل کرنے اور حِلم و بُردباری کی خوبی اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ خاتَمِ النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

قرآن بُرائیوں سے روکتا ہے

بنتِ ریاض (جامعۃ المدینہ گرلز چمنِ عطار، کوٹری)

قرآنِ کریم اللہ پاک کی طرف سے نازل کی ہوئی کتاب ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قرآنِ پاک لوگوں کی ہدایت، نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے کے لیے نازل فرمایا گیا۔ اللہ پاک نے بہت سی آیات بُرائیوں سے روکنے کے بارے میں نازل فرمائیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

(1) اللہ پاک کی حرام کردہ چیزیں: قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ(۳۳) (پ8، الاعراف:33) ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ، میرے رب نے تو ظاہری باطنی بے حیائیاں اور گناہ اور ناحق زیادتی کو حرام قرار دیا ہے اور اسے کہ تم اللہ کے ساتھ اس چیز کو شریک قرار دو جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اُتاری اور یہ کہ تم اللہ پر وہ باتیں کہو جس کا تم علم نہیں رکھتے۔

تفسیر: اس آیت میں جن چیزوں کو اُس نے حرام فرمایا وہ یہ ہیں: بے حیائیاں چاہے ظاہری ہوں یا باطنی، قولی ہوں یا فعلی، گناہ، ناحق زیادتی اور ہر طرح کا کفر و شرک۔[6]

(2) انصاف و نیکی کا حکم: اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَ یَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ(۹۰) (پ14، النحل:90) ترجمہ کنز العرفان: بیشک اللہ عدل اور احسان اور رشتے داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے اور بے حیائی اور ہر بُری بات اور ظلم سے منع فرماتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم

نصیحت حاصل کرو۔

تفسیر: یہاں عدل و انصاف کا (عام فہم) معنی یہ ہے کہ ہر حق دار کو اس کا حق دیا جائے اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے، اسی طرح عقائد، عبادات اور معاملات میں اِفراط و تفریط سے بچ کر درمیانی راہ اختیار کرنا بھی عدل میں داخل ہے جیسے بندہ نہ تو دہریوں کی طرح اللہ پاک کے وجود کا انکار کرے اور نہ مشرکوں کی طرح اللہ پاک کو شریک ٹھہرانے لگے بلکہ اسے چاہئے کہ وہ اللہ پاک کو موجود، واحد اور لاشریک مانے۔[7]

(3) اللہ پاک سے حیا کرنا: یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ مَعَهُمْ اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِؕ-وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا(۱۰۸) (پ5، النسآء:108) ترجمہ کنز العرفان: وہ لوگوں سے شرماتے ہیں اور اللہ سے نہیں شرماتے حالانکہ اللہ اُس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ رات کو ایسی بات کا مشورہ کرتے ہیں جو اللہ کو پسند نہیں اور اللہ ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے۔

تفسیر: بتایا گیا کہ قوم کے افراد لوگوں سے حیا کرنے کی بنا پر اور ان کی طرف سے نقصان پہنچنے کے ڈر سے اُن سے تو شرماتے اور چھپتے ہیں لیکن اللہ پاک سے نہیں شرماتے حالانکہ وہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔[8]

(4) رسولُ اللہ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ذریعے لوگوں کو بُرائی سے روکا گیا: یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُۙ(۱) قُمْ فَاَنْذِرْ۪ۙ(۲) (پ29، المدثر:1، 2) ترجمہ کنز العرفان: اے چادر اوڑھنے والے۔ کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ۔

تفسیر: یعنی آپ اپنی خواب گاہ سے کھڑے ہو جائیں پھر تمام لوگوں کو ایمان نہ لانے پر اللہ پاک کے عذاب سے ڈرائیں کیونکہ آپ تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔[9]

(5) قیامت کا ایک منظر بُرائی سے رک جانے کیلئے کافی ہے: یَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ۬ۚ لَا یَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْءٌؕ-لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَؕ-لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ(۱۶) (پ24، المؤمن:16) ترجمہ کنز العرفان: جس دن وہ بالکل ظاہر ہو جائیں گے۔ ان کے حال میں سے کوئی چیز اللہ پر پوشیدہ نہیں ہوگی۔ آج کس کی بادشاہی ہے؟ ایک اللہ کی جو سب پر غالب ہے۔

تفسیر: قیامت کا دن وہ ہے جس دن لوگ قبروں سے نکل کر بالکل ظاہر ہو جائیں گے اور کوئی عمارت، پہاڑ، چھپنے کی جگہ اور آڑ نہ پائیں گے کیونکہ اس دن زمین برابر اور چٹیل میدان ہو جائے گی اور مخلوق کی کثرت کے باوجود ان کے اگلے پچھلے، خفیہ اور ظاہر تمام اعمال، اقوال اور احوال میں سے کوئی چیز بھی اللہ پاک سے پوشیدہ نہ ہوگی اور وہ ان کے اچھے بُرے اعمال کے مطابق انہیں جزا اور سزا دے گا۔[10] اس کے علاوہ بھی کئی آیاتِ مبارکہ میں بُرائی سے روکنے کے بارے میں ارشادات موجود ہیں۔ اللہ پاک سے دعا ہے ہمیں بُرائی سے بچائے اور قرآنِ کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے والی بنائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

(1) بخاری، 2/ 489، حدیث: 3560 (2) ابوداود، 3/ 82، حدیث: 2688 (3) دلائل النبوۃ للبیہقی، 5/ 34 (4) مستدرک، 4/ 794، حدیث: 6606 (5) بخاری، 2/ 386، حدیث: 3231 ماخوذاً (6) تفسیر صراط الجنان، 3/ 307 (7) تفسیر صراط الجنان، 5/ 368 (8) تفسیر صراط الجنان، 2/ 298 (9) تفسیر روح البیان، 10/ 224 (10) تفسیر صراط الجنان، 8/ 533

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سلسلے نئے لکھاری کے تحت ہونے والے 40 ویں تحریری مقابلے کے مضامین شامل ہیں۔ چنانچہ اس ماہ کل مضامین 63 تھے، جن کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
صفاتِ زکریا	11	امام مسجد کے 10 حقوق	4	بدگمانی کی مذمت	48

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: کراچی: اصحابِ صفہ: بنت نذر۔ محمود آباد: بنت اخلاص۔ عالم شاہ بخاری: بنت آصف، بنت شہزاد احمد، بنت عدنان، بنت فاروق۔ فیضانِ آل یاسر: بنت صغیر۔ فیضان صدر الافاضل: بنت رشید احمد۔ حیدر آباد: بنت جاوید۔ اوکاڑہ: صابری کالونی: بنت بشیر احمد، بنت عاشق

علی، بنت غلام حسین۔ اسلام آباد: آئی ٹین: بنت عبد الرزاق، بنت عمر۔ بہاولپور: بنت ارشد۔ لاہور: تاجپورہ: بنت شاہد حمید۔ لاہور: ناظم آباد: بنت فاروق۔ جہلم: بنت چوہدری مظہر اقبال۔ فیصل آباد: جھمرہ سٹی: بنت محمد انور۔ سمندری: بنت امیر حمزہ۔ راولپنڈی: صدر: بنت شفیق، بنت وسیم۔ گوجر خان: بنت راجہ واجد حسین۔ سیالکوٹ: شفیع کا بھٹہ: بنت اصغر مغل، بنت امجد پرویز، بنت شبیر حسین، بنت شمس پرویز، بنت محمد شفیق، بنت محمد طارق۔ گلبہار: ام فرح، ام میلاد رضا، ام ہانی، بنت اکرم، بنت سجاد حسین، بنت سعید احمد، بنت شہباز، بنت محمد اسلم، بنت محمد اشرف، بنت محمود، بنت منیر حسین۔ اسلامیہ پارک: بنت محمد بشیر۔ العزیزیہ: بنت یونس۔ نواں پنڈ: بنت ظفر اسلام۔ گجرات: بنت اشتیاق احمد۔ فیروز آباد: بنت انیس الرحمٰن، بنت خلیل۔ کنگ سہالی: بنت محمد افضل۔ لالہ موسیٰ: مدینہ کلاں: بنت سید مصطفیٰ حیدر، بنت شفیق احمد آزاد، بنت محمد احسن۔ سنانواں: کوٹ ادو: بنت مشتاق احمد۔ گجرانوالہ: بنت ذو الفقار علی۔ نوشہرہ روڈ: بنت اعظم علی، بنت طارق جاوید خان، بنت عاشق بٹ، بنت وقاص۔ ماہنی سیال: بنت توفیق شاہد۔ شکارپور: ناپر: بنت کریم۔ دیگر: بنت مشتاق احمد۔

صفاتِ زکریا

بنتِ وسیم عطاریہ

(درجہ ثالثہ، جامعۃ المدینہ گرلز قاسم مارکیٹ، راولپنڈی)

اللہ پاک نے لوگوں کی ہدایت کے لئے انبیائے کرام علیہمُ السلام کو بھیجا اور قرآنِ کریم میں ان کی شان اور ان کے اوصاف کو بھی خوب بیان فرمایا۔ چنانچہ

ان انبیائے کرام علیہم السّلام میں سے ایک حضرت زکریا علیہ السلام بھی ہیں۔ آپ کا مختصر تذکرہ سورۃ الانعام میں جبکہ تفصیلی ذکر سورۂ اٰلِ عمرٰن اور سورۂ انبیاء میں کیا گیا ہے۔ آیئے! ہم بھی آپ کے اوصاف کے بارے میں پڑھتی ہیں:

اللہ پاک کے خاص بندے: حضرت زکریا علیہ السلام اللہ پاک کے خاص بندوں میں سے تھے۔ جیسا کہ ارشادِ باری ہے: وَ زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ﴿۸۵﴾ (پ7، الانعام:85) ترجمہ کنز العرفان: اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو (ہدایت یافتہ بنایا) یہ سب ہمارے خاص بندوں میں سے ہیں۔

بی بی مریم کی کفالت کرنے والے: حضرت زکریا علیہ السلام نے بڑی محبت و شفقت سے حضرت بی بی مریم رضی اللہُ عنہا کی پرورش فرمائی۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے: وَ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ؕ (پ3، اٰلِ عمرٰن:37) ترجمہ کنز العرفان: اور زکریا کو اس کا نگہبان بنادیا۔

فرشتوں کا کلام سننا: حضرت زکریا علیہ السلام نے فرشتوں کا کلام سنا، چنانچہ ارشادِ باری ہے: فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓىٕكَةُ (پ3، اٰلِ عمرٰن:39) ترجمہ کنز العرفان: تو فرشتوں نے اسے پکار کر کہا۔

نماز قائم فرمانے والے تھے: حضرت زکریا علیہ السلام کے بی بی مریم کے محراب میں نماز ادا کرنے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: وَ هُوَ قَآىٕمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ (پ3، اٰلِ عمرٰن:39) ترجمہ کنز العرفان: جبکہ وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

نیکیوں میں جلدی کرنے والے: حضرت زکریا علیہ السلام نیکیوں میں جلدی فرماتے تھے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ (پ17، الانبیاء:90) ترجمہ کنز العرفان: بیشک وہ نیکیوں میں جلدی کرتے تھے۔

عاجزی و اخلاص والے: حضرت زکریا علیہ السلام اللہ پاک کی بارگاہ میں اخلاص کے ساتھ جھکنے والے تھے۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں ہے: وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ (پ17، الانبیاء:90) ترجمہ کنز العرفان: اور ہمارے حضور دل سے جھکنے والے تھے۔

اللہ کریم حضرت زکریا علیہ السلام کے صدقہ و طفیل ہماری بے حساب مغفرت فرمائے اور ہمیں انبیائے کرام علیہم السلام کا خصوصی فیضان عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

امام مسجد کے 10 حقوق

بنتِ اعظم علی عطاری

(معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز نوشہرہ روڈ، گجرانوالہ)

اللہ پاک کے آخری نبی، محمدِ عربی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: تم میں سے اچھے لوگ اذان کہیں اور قُرّاء امامت کریں۔[1] اسلام کی بہترین خدمت اور رزقِ حلال کا ایک عمدہ ذریعہ امامت بھی ہے اور بقولِ امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ: امام علاقے کا بے تاج بادشاہ ہوتا ہے۔ بہر حال امام مسجد اپنے فرائض کی انجام دہی میں حد درجہ کوشش کرتا ہے اور دین کا پرچم سربلند کرنے میں پیش پیش ہوتا ہے، لہٰذا اس کے حقوق ادا کرنے میں ہمیں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ ذیل میں امام مسجد کے 10 حقوق بیان کئے جارہے ہیں، پڑھ کر ان پر عمل کرنے کی کوشش کیجئے:

(1) منصب کا خیال رکھئے: بات چیت اور معاملات میں دیگر افراد کی طرح امام مسجد کے ساتھ بھی منصب کے مطابق ادب اور عزت و احترام سے پیش آیئے۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِذَا اَتَاکُم کَرِیمُ قَومٍ فَاکرِمُوہ یعنی جب تمہارے پاس کسی قوم کا مُعَزَّز شخص آئے تو اس کا اِکرام بجالاؤ۔[2]

(2) ملنساری کا مظاہرہ کیجئے: دیگر مسلمانوں کے ساتھ ساتھ امام مسجد بھی اس بات کا مستحق ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ ملنساری اختیار کی جائے۔ لہٰذا نمازیوں اور دیگر اہلِ علاقہ کو چاہئے کہ امام مسجد سے خوش اخلاقی اور ملنساری سے پیش آیا جائے۔

(3) غلطی پر درگزر کیجئے: امامِ مسجد بھی دیگر انسانوں کی طرح ایک انسان ہے، وہ انسان پہلے ہے امام بعد میں۔ لہٰذا اگر وہ بھی کسی غلطی کا مرتکب ہو جائے تو اس سے درگزر کیجئے اور ثوابِ عظیم کی حق دار بنئے۔

(4) قدر کیجئے: انسان دوسروں کو اپنی قدر و قیمت کا احساس جتانا چاہتا ہے اور جو کوئی اس کی قدر کرتا ہے تو وہ بھی اسے اہمیت دیتا ہے، لہٰذا بطور مسلمان و بطور امام اس کی قدر کیجئے اور اس کی دعاؤں کی حصہ دار بنئے۔

(5) غمخواری کیجئے: اسلام نے پریشان حال کو صبر کی تعلیم ارشاد فرمائی اور دیگر مسلمانوں کو حُسنِ اخلاق اور رواداری کا درس دیتے ہوئے اس کی غمخواری کی بھی تلقین فرمائی ہے۔ لہٰذا امام مسجد بھی دیگر انسانوں کی طرح انسان ہے بلکہ ہو سکتا ہے دیگر کئی انسانوں سے بہتر ہو، تو اس کے ساتھ بھی غمخواری کر کے ثواب حاصل کیجئے۔

(6) مہمان نوازی کیجئے: مہمان نوازی ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیاری سنّتِ مبارکہ ہے۔ لہٰذا امام مسجد کی وقتاً فوقتاً مہمان نوازی فرما کر ثوابِ دارین حاصل کرنے کا موقع بھی ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔

(7) عیادت کیجئے: خدانخواستہ امام مسجد کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آجائے تو حقوقِ مسلم کا خیال رکھتے ہوئے اس کی بھی عیادت کر کے ثواب حاصل کیجئے۔

(8) سلام میں پہل کیجئے: سلام میں پہل کرنے والا اللہ پاک کی بارگاہ میں زیادہ مقبول اور تکبر سے بَری شمار ہوتا ہے لہٰذا امام مسجد سے بھی ملاقات کے وقت سلام میں پہل کیجئے۔

(9) حاجات و ضروریاتِ زندگی کی فراہمی: اگر امام مسجد قرض کا طلب گار ہو تو اچھے انداز میں اس کی ادائیگی کی جائے اور قرض کے مطالبے میں سختی نہ برتی جائے اور وقتاً فوقتاً امام مسجد کی مختلف طرح کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے کیونکہ اکثر امام مسجد سفید پوش اور خود دار ہوتے ہیں۔

(10) ماہانہ آمدن کا خیال رکھا جائے: مسجد کی تزئین و آرائش کے ساتھ ساتھ امام مسجد کی ماہانہ آمدنی میں بھی اضافے کی کوئی صورت کی جائے۔ کبھی کبھار لفافے یا بند مٹھی میں اپنی حیثیت کے مطابق مالی مدد بھی کر دی جائے۔

اللہ پاک ہم سب کو تمام مسلمانوں خصوصاً امام مسجد کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ خاتَمِ النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

[1] ابو داود، 1/242، حدیث:590 [2] ابن ماجہ، 4/208، حدیث:3712

مرحومہ روبی باجی عطاریہ مدنیہ (قسط 2)

بنتِ مبشر عطاریہ مدنیہ
لاہور

دعوتِ اسلامی کا کوئی بھی کام ہو، روبی باجی ہمیشہ اس میں پیش پیش نظر آتی تھیں، انفرادی کوشش ہو یا اجتماعی کوشش، رہائشی کورس ہو یا غیر رہائشی کورس، مدنی اجلاس ہو یا دینی حلقہ، رمضان عطیات ہوں یا ٹیلی تھون عطیات، محفلِ نعت ہو یا ہفتہ وار اجتماع، غسلِ میت ہو یا ایصالِ ثواب کی محفل۔ الغرض دعوتِ اسلامی کے ہر چھوٹے بڑے کام میں آپ کی خدمات ہمیشہ قابل تعریف رہیں۔ آپ جامعۃ المدینہ گرلز سے گھر نہ جاتیں بلکہ تنظیمی کاموں میں مشغول ہو جاتیں۔ کابینہ سطح کی ذمہ دار ہونے کے باوجود ہمیشہ خود کو ماتحت سمجھ کر کام کیا، کبھی فخر و غرور سے کام نہ لیا۔ دینی کام بھی بڑی ہی عاجزی و انکساری، سادگی اور پرہیزگاری سے کیا کرتیں۔

مدنی مرکز کی پکار پر ہمیشہ لَبَّیْک کہتیں

مرحومہ روبی باجی کو جب بھی مدنی مرکز سے کوئی حکم ملتا یا امیرِ اہلِ سنت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کبھی کسی کام کو کرنے کی ترغیب ارشاد فرماتے تو آپ ہمیشہ اس حکم اور ترغیب پر عمل کے لئے تن من دَھن قربان کر دیتیں، گویا اس کام کو مکمل کرنے کی لگن ان پر سوار ہو جاتی اور وہ اسے پورا کرنے میں لگ جاتیں جس کی چند مثالیں یہ ہیں:

امیرِ اہلِ سنت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے جب اعلان فرمایا کہ گھر گھر، گلی گلی مدرسۃ المدینہ بالغات لگائے جائیں تو آپ نے اس تحریک کو عام کرنے کیلئے انفرادی اور اجتماعی کوششیں شروع کر دیں اور اپنی اس خواہش ”اے کاش! ہم سب درست قرآنِ پاک پڑھنے اور پڑھانے والیاں بن جائیں“ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تاج باغ لاہور میں تعلیمِ قرآن کو عام کرنے کا بیڑا اٹھایا اور اللہ پاک کے کرم سے آپ کے خلوص کو دیکھتے ہوئے علاقے کی کئی خواتین نے آپ کا ساتھ دیا۔ یہاں تک کہ کئی گھروں میں مدرسۃ المدینہ بالغات کا اہتمام ہونے لگا۔

مرحومہ روبی باجی کی ملکیت میں دو تولے سونے کا کنگن تھا، جب مرشدِ کریم کی طرف سے جامعات المدینہ اور مدرسۃ المدینہ کے لئے ٹیلی تھون (عطیات مہم) کا اعلان ہوا تو اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کے فرمان پر لَبَّیْک کہتے ہوئے آپ نے وہ کنگن راہِ خُدا میں دے دیا۔ اس کے علاوہ 2022 میں مرحومہ روبی باجی نے ایک دن میں اپنی انفرادی کوشش سے تقریباً 80 سے زائد یونٹس ٹیلی تھون کے لیے جمع کیے۔

مرحومہ روبی باجی کو مدنی مرکز کی طرف سے شعبہ کفن دفن کی ذمہ داری بھی دی گئی تھی۔ آپ فکرِ آخرت اور خوفِ خدا کی دولت سے مالا مال تھیں، یہی وجہ ہے کہ کسی کی موت دیکھ کر انہیں اپنی موت اور قبر و آخرت یاد آ جاتی اور فرمایا کرتیں کہ موت ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی کتنا ہی جی لے آخر مرنا ہی پڑے گا۔ خوش نصیب ہیں وہ جو مرنے سے پہلے اپنی موت اور قبر و آخرت کی تیاری میں مصروف رہتے ہیں اور رب کی بارگاہ میں کامیابی پاتے ہیں۔ اسی سوچ کی وجہ سے آپ دور دراز کے علاقوں میں غسلِ

میت کے لیے تشریف لے جاتیں، دن ہو یا رات، آندھی ہو یا طوفان، گرمی ہو یا سردی آپ ضرورت پڑنے پر ہر وقت، ہر جگہ غسلِ میت کے لیے حاضر ہو جاتی تھیں۔

یہاں یہ سب باتیں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اوپر آپ کے متعلق چونکہ ذکر ہوا تھا کہ آپ مدنی مرکز بالخصوص اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کے حکم پر آنکھیں بند کرکے عمل کرنے والی تھیں، آپ اپنے پیر و مرشد کے ظاہری حکم پر ہی عمل کرنے والی نہ تھیں، بلکہ خواب میں بھی اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کے دیئے گئے ہر حکم پر انہوں نے فوری عمل کرکے دکھایا۔ چنانچہ

مرحومہ روبی باجی فرماتی ہیں: آدھی رات کو مجھے کال آئی کہ ایک اسلامی بہن کو غسل دینا ہے، صبح 8 بجے دفنانا ہے، اس لیے جلدی غسل دینا ہے۔ آپ فرماتی ہیں: فون سن کر میری آنکھ لگ گئی، میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک گھر کے ہال میں چارپائی پر میت ہے، امیرِ اہلِ سنت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ تشریف لائے اور اس میت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھ سے ارشاد فرمایا: اس اسلامی بہن کو غسل دینا ہے، جلدی کیجیے، آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔

آپ فرماتی ہیں: یہ سننا تھا کہ فوراً میری آنکھ کھل گئی، میں جلدی سے اپنے بیٹے محسن عطاری کے ساتھ اس گھر پہنچی تو گھر کا منظر دیکھ کر حیران رہ گئی کہ جیسا منظر میں نے خواب میں دیکھا تھا بالکل ویسے ہی ہال میں چارپائی پر میت ہے اور دعوتِ اسلامی سے وابستہ اسلامی بہنوں کا انتظار کیا جا رہا ہے کہ اسلامی بہنیں آئیں گی تو غسل دیں گی۔

امیرِ اہلِ سنت کی خواب میں آنے کی حکمت: مرحومہ روبی باجی فرماتی ہیں: بعد میں امیرِ اہلِ سنت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کی خواب میں آنے کی جو حکمت سمجھ میں آئی وہ یہ تھی کہ جنہیں غسل دینا تھا پہلے وہ بدمذہب تھیں اور بدمذہبوں کی محافل و مدارس میں جاتی تھیں، ان کے گھر والے اور بیٹے دینی ماحول سے وابستہ تھے، جب وہ شدید بیمار ہوئیں تو ان کے بیٹے نے ان کو نیکی کی دعوت دی کہ آپ بدمذہبیت چھوڑ کر حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی مریدنی بن جائیں ان شاء اللہ آپ کی بیماری کی سختی دور ہو جائے گی اور آپ کے لیے آسانی ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ امیرِ اہلِ سنت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کے ذریعے حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی مریدنی بن گئیں۔ یوں انہیں وفات سے پہلے سچی توبہ کی توفیق نصیب ہو گئی اور فرمانِ غوثِ اعظم بھی ہے کہ **"میرا کوئی بھی مرید بغیر توبہ کئے نہیں مرے گا۔"** وفات کے بعد جب غسلِ میت کا وقت آیا تو ان کی پہلے کی کچھ جاننے والی بدمذہب خواتین بھی غسلِ میت کے لیے آگئیں لیکن مرحومہ کے بیٹے کا کہنا تھا کہ ان کی والدہ کو دعوتِ اسلامی سے وابستہ خواتین ہی غسل دیں گی۔ امیرِ اہلِ سنت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے خواب میں آکر مرحومہ روبی باجی کو اپنی مریدنی کو غسل دینے کا حکم ارشاد فرمایا اور الحمد للہ! مرشدِ کریم کے فرمان پر لَبَّیْك کہتے ہوئے وہ اسی وقت غسل دینے کے لیے حاضر ہو گئیں نیز وہاں جا کر ساری حقیقت سامنے آئی۔ اس واقعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پیر ہر وقت اپنے مریدین کے حالات سے باخبر ہوتا ہے۔

دینی کام کرنے والا گھرانا

الحمد للہ! مرحومہ روبی باجی کے بیٹے، بیٹی اور بہن دعوتِ اسلامی کے ذمہ دار ہیں، جبکہ باقی افراد بھی مرشدِ کریم کے چاہنے والے اور دعوتِ اسلامی سے بھرپور تعاون کرنے والے ہیں اور یہ صرف کوئی دعویٰ نہیں اس بات کا اقرار کرنے و گواہی دینے والے کئی لوگ ہیں۔ چنانچہ مرحومہ کے پورے گھرانے کے دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے متعلق رکنِ شوریٰ حاجی یعفور رضا عطاری کا یہ ارشاد ہی کافی ہے جو انہوں نے غالباً 2020 کے ٹیلی تھون عطیات کے سیزن میں مرحومہ کے بڑے بیٹے محسن عطاری کے گھر میں فرمایا تھا۔ چنانچہ جب آپ کو گھر میں داخل ہونے کے بعد علم ہوا کہ "یہ محسن بھائی کا گھر ہے" تو آپ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور فرمایا: یہ دعوتِ اسلامی کے دینی کام کرنے والا عظیم گھرانا ہے۔ ان عظیم ہستیوں کے گھر تو قدموں کے بل نہیں بلکہ گھٹنوں کے بل جانا پڑے گا، کیونکہ یہاں قدموں کے بل جانا بے ادبی ہو گی۔ اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

اسلامی بہنوں کی مدنی خبریں

از: شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز

جامعۃالمدینہ گرلز حبیبیہ دھوراجی کراچی میں تَخَصُّص فِی الْفِقْہ گرلز کے نئے درجے کا افتتاح

نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے سنتوں بھرا بیان کیا

دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام 10 مئی 2023ء بروز بدھ جامعۃ المدینہ گرلز حبیبیہ دھوراجی کراچی میں تَخَصُّص فِی الْفِقْہ گرلز کے نئے درجے کے افتتاح کے موقع پر سنتوں بھرے اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ قرآنِ کریم کی تلاوت اور نعتِ رسولِ مقبول سے اس اجتماعِ پاک کا آغاز کیا گیا جس کے بعد نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے سنتوں بھرا بیان کیا۔ بعد ازاں صاحبزادیِ عطار سلمہا الغفار نے اجتماع میں شریک تَخَصُّص کی طالبات سے ملاقات کرتے ہوئے انہیں دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں میں بھرپور حصہ لینے کی ترغیب دلائی جس پر انہوں نے اچھی اچھی نیتیں کیں۔

گوجرانوالہ اور فیصل آباد میں قائم جامعۃالمدینہ گرلز کی طالبات کے درمیان ٹریننگ سیشن

شخصیات خواتین کی شرکت، مبلغۂ دعوتِ اسلامی نے بیان کیا

پچھلے دنوں پنجاب کلب سوساں روڈ فیصل آباد میں قائم جامعۃالمدینہ گرلز اور گوجرانوالہ کے جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ عطار میں ٹریننگ سیشن منعقد ہوئے جن میں طالبات اور اسٹاف اسلامی بہنوں کی شرکت رہی۔ تفصیلات کے مطابق ان سیشنز میں انٹرنیشنل افیئرز ڈیپارٹمنٹ کی رُکن و مکتبۃ المدینہ کی ذمہ دار اسلامی بہن نے ”تحریر کیسے کی جائے؟ تحریر کے فوائد کیا ہیں؟“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا۔ دورانِ بیان ذمہ دار اسلامی بہن نے طالبات اور اسٹاف کو اسلامی موضوعات پر مضامین لکھنے کی ترغیب دلاتے ہوئے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے تحریری مقابلے میں حصہ لینے کا ذہن دیا جس پر کئی طالبات اور اسٹاف نے اپنی اپنی نیتیں پیش کیں۔

تنزانیہ میں مقامی اسلامی بہنوں کے درمیان کفن دفن اجتماع

نگرانِ نیوزی لینڈ اسلامی بہن کا سنتوں بھرا بیان

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت تنزانیہ میں اسلامی بہنوں کے درمیان کفن دفن اجتماع منعقد ہوا جس میں نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے بذریعہ انٹرنیٹ سنتوں بھرا بیان کیا۔ نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے اسلامی بہنوں کی تربیت و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں احسن انداز میں دعوتِ اسلامی کے دینی کام کرنے کی ترغیب دلائی جس پر انہوں نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔

اسلامی بہنوں کی مزید مدنی خبریں جاننے کے لئے اس ویب سائٹ کا وزٹ کیجئے

news.dawateislami.net

اسلامی بہنوں کے 8 دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے جذبے کے تحت اسلامی بہنوں کے مئی 2023 کے دینی کاموں کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے:

دینی کام		اوورسیز کارکردگی	پاکستان کارکردگی	ٹوٹل
انفرادی کوشش کے ذریعے دینی ماحول سے منسلک ہونے والی اسلامی بہنیں		290253	960981	1251234
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں		30163	86548	116711
مدرستہ المدینہ (بالغات)	مدارس المدینہ کی تعداد	4178	6109	10287
	پڑھنے والیاں	29441	74877	104318
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع	تعداد اجتماعات	4193	10059	14252
	شرکائے اجتماع	119865	324067	443932
ہفتہ وار مدنی مذاکرہ سننے والیاں		29945	113351	143296
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)		9560	26811	36371
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں		123484	978202	1101686
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل		35673	72443	108116

1. صفاتِ یحییٰ قراٰنِ کریم کی روشنی میں مع وضاحت
2. شاگرد کے 5 حقوق
3. کسی کا حق دبانے کی مذمت احادیث کی روشنی میں مع وضاحت

معلمات، ناظمات اور ذمہ دار اسلامی بہنوں کا تحریری مقابلہ (برائے ستمبر 2023)

1. تقویٰ کی علامات
2. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی
3. محافل نعت کی خرافات کے خاتمے میں خواتین کا کردار

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 جون 2023ء

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں: صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

شعبہ فیضان آن لائن اکیڈمی (گرلز)

دعوتِ اسلامی ایسی تحریک ہے جو دنیا بھر میں عظیم مقصد کے تحت علمِ دین اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سنتوں کو عام کرنے میں دن رات کوششیں کر رہی ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے دعوتِ اسلامی کے 80 سے زائد شعبے بن چکے ہیں۔ انہی میں سے ایک شعبہ "فیضان آن لائن اکیڈمی (گرلز)" ہے، یہ شعبہ پہلی رجب 1434 ہجری مطابق 11 مئی 2013 میں قائم ہوا۔

تعارف

الحمدُللہ! فیضان آن لائن اکیڈمی (گرلز) کی ملک و بیرونِ ملک 44 برانچز اور کم و بیش 1367 فی میل اسٹاف ہے۔ نیز 74 مختلف ممالک کی 10090 طالبات گھر بیٹھے قرآنِ پاک درست پڑھنے کے ساتھ دیگر 32 سے زائد کورسز (جن میں عالمہ کورس، عقیدۂ ختمِ نبوت، تفسیر کورس، حفظ القرآن، نیو مسلم کورس، برکاتُ القرآن کورس شامل ہیں) میں علمِ دین حاصل کر رہی ہیں۔ کم و بیش 18072 طالبات اب تک مختلف کورسز مکمل کرنے کی سعادت حاصل کر چکی ہیں۔

کلاسز کے اوقاتِ کار

فیضان آن لائن اکیڈمی (گرلز) کے تحت اپنے علاقے اور سہولت کے مطابق دن اور رات کے کسی بھی وقت میں مختلف کورسز میں ایڈمیشن لینے کی سہولت موجود ہے۔

فوائد

کئی خواتین اور بچیاں جنہیں قریبی علاقوں میں جامعات و مدارس نہ ہونے یا کسی مجبوری کی وجہ سے قرآنِ پاک کی تعلیم حاصل کرنے میں آزمائش کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا یا آج کی مصروف زندگی میں جو خواتین گھر سے نکل کر علمِ دین حاصل نہیں کر سکتیں الحمدُللہ! دعوتِ اسلامی نے ان کی علمی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے فیضان آن لائن اکیڈمی (گرلز) کی صورت میں ایک نیا شعبہ بنا دیا۔ اس شعبے نے علمِ دین حاصل کرنا نہایت آسان کر دیا۔

نمایاں کارکردگی

فیضان آن لائن اکیڈمی (گرلز) سے وابستہ کئی اسٹوڈنٹس نے سال 2023 میں کنز المدارس کے تحت ہونے والے سالانہ امتحانات میں شرکت کی۔

شعبے کے بارے میں مزید معلومات کے لیے فیضان آن لائن اکیڈمی (گرلز) کے اس آفیشل نمبر 03142036541 پر اور اس ویب سائٹ https://www.quranteacher.net/ پر رابطہ فرمائیے۔

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Email: mahnamakhawateen@dawateislami.net / ilmia@dawateislami.net
Web: www.dawateislami.net WhatsApp: 0348-6422931